

# الحظیرہ کتابی سلسلہ

پہلے تین آپ کے ہمیشہ مند شیخ  
ہمدانی اصل سنت پاکہوں سلام



29 واں

عُرسِ مبارک  
سالانہ

محکمہ شفیعیہ ادرامی  
دارالافتاء دارالعلوم



یادگاری مجلہ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مولانا اوکاڑویؒ اکادمی (العالمی) اور سوادِ اعظم اہل سنت حقیقی کی اپیل پر  
ہر سال ماہِ رجب کے تیسرے جمعۃ المبارک کو

## عالمی یوم خطیبِ اعظم پاکستان

منایا جاتا ہے۔ ملک و بیرون ملک اہل سنت و جماعت کی تمام مساجد میں ائمہ و خطباء کرام،  
خطباتِ جمعہ میں مجد و مسلک اہل سنت، محسن ملک و ملت، عاشقِ رسول (ﷺ)، محبتِ صحابہ و آل  
بتول، محبوب اولیاء، خطیبِ اعظم پاکستان حضرت الحاج علامہ قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس  
سزۃ الباری و رفع اللہ درجۃ کو خراج عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں اور ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ  
خوانی کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل اہل سنت و جماعت کے محسن و مددِ حق سے اظہارِ محبت و عقیدت بھی  
ہے اور مسلکِ حق کی تائید بھی۔

ان شاء اللہ تعالیٰ حسب سابق اس سال بھی ماہِ رجب کی تیسری جمعرات و جمعہ کو جامع مسجد  
گلزارِ حبیب (ﷺ)، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی، میں سالانہ دوروزہ مرکزی عرس  
مبارک کی تقریبات ہوں گی۔ آپ سے گزارش ہے کہ اہل سنت کے مراکز اور مساجد و مدارس میں  
حضرت خطیبِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ایصالِ ثواب کے لئے

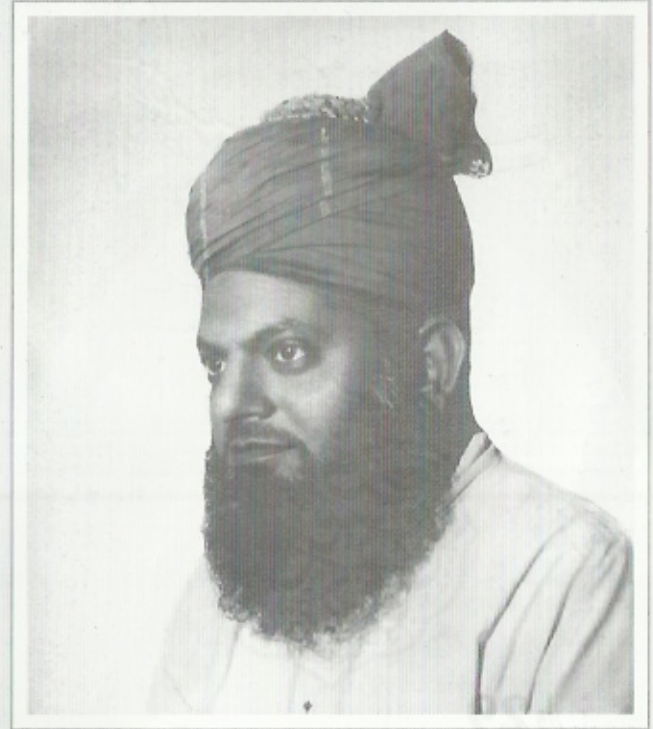
جمعہ 08 جون 2012ء کو یوم خطیبِ اعظم

منانے کا اہتمام کر کے عند اللہ ماجر ہوں۔ (جزاکم اللہ تعالیٰ)

(اخبارات و جرائد کو اس سلسلے میں منعقدہ تقریبات کی تفصیلات برائے اشاعت ضرور بھیجیں)

رابطہ : 0092 21 3225 6532

موبائل : 0306-2208613





## توجہ فرمائیں

مجددِ مسلک اہل سنت، خطیبِ اعظم پاکستان، عاشقِ رسول (ﷺ)، حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۱ رجب ۱۴۰۴ھ بمطابق ۱۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء کو اس دارِ فانی سے خلدِ بریں کی طرف رحلت فرمائی۔ ان کے دوسرے سالانہ عرس سراپا قدس کے موقع پر ایک مبسوط اور ضخیم کتاب ”خطیب پاکستان (اپنے معاصرین کی نظر میں)“ شائع کی گئی۔ جس میں عمائدینِ حکومت، علماء و مشائخ، شاعروں، ادیبوں اور عقیدت مندوں کے مشاہدات و تاثرات شامل تھے۔

حضرت قبلہ عالم خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے حوالے سے اب تک جمع ہونے والی تحریروں پر مشتمل ایک مجموعہ اشاعت کے لیے تیار ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ حضرت خطیب اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی و ملی خدمات، ان کی بے مثال خطابت، مسلکِ حق کے لئے تجدیدی و انقلابی کارگزاری، ملک و قوم کی تعمیر و ترقی و دیگر صدقاتِ جاریہ، سیاسی و سماجی، مساعی، تحقیق و تصنیف اور ذات و صفات کے بارے میں اپنے مشاہدات و تاثرات (نثر و نظم) میں بلاتاخیر ہمیں بھجوادیں۔ آپ کے پاس ان کی کوئی تقریر و تحریر یا تصویر محفوظ ہو تو ہمیں اس کی نقل ضرور فراہم کریں۔ ہم اس کے لئے آپ کے شکر گزار ہوں گے۔

## مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)

۵۳-بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی-74400

53-B, S.M.C.H.Society, Karachi - 74400

فون: 3452 5343 , 3452 1323 (021) 92 +

## ایک گزارش

اہلِ ایمان، اہلِ محبت سے گزارش ہے کہ وہ سالانہ عرس شریف کی محفل میں اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب (ہدیہ کرنے میں) شمولیت چاہیں تو قرآنِ کریم، دُرود شریف، کلمہ طیبہ اور دیگر اوراد و وظائف پڑھ کر اس کی صحیح تفصیل تحریری طور پر ہمیں بھجوائیں تاکہ دین و ملت کے عظیم محسن کو زیادہ سے زیادہ نیکیوں کا ایصالِ ثواب کیا جائے۔

دینی مدارس میں اگر عرس کے ایام میں قرآن خوانی کا خصوصی اہتمام کیا جائے تو یقیناً یہ نہایت مبارک و مستحسن ہوگا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

## درس قرآن کریم

مجاہدِ اہل سنت، عالمی مبلغِ اسلام، خطیبِ ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی ہر جمعہ کو نماز سے قبل دوپہر ایک بجے جامع مسجد گل زاہر حبیب (ﷺ)، گلستان اوکاڑوی، کراچی میں درس قرآن کریم بیان فرماتے ہیں اور ہر اتوار کو نمازِ عشاء کے فوراً بعد درسِ تصوف بیان کرتے ہیں اور ختمِ غوثیہ کا ورد ہوتا ہے، علاوہ ازیں ہر ماہ گیارہویں شب کو گیارہویں شریف کا روحانی اجتماع ہوتا ہے۔ (خواتین کے لئے باپردہ نشست کا اہتمام ہوتا ہے)

## اطلاع

گزشتہ کچھ برس سے علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے بیان ہونے والے درس قرآن کی ریکارڈنگ کی جارہی ہے، وہ تمام کیدشیں مکتبہ گل زاہر حبیب (ﷺ)، گلستان اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں دستِ یاب ہیں۔



## ”دست بستہ“

اللہ تعالیٰ، رحمن ورحیم، جی وقیوم جل شانہ وعز اسمہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں۔ وہی خالق کائنات، معبود حقیقی اور مستعان حقیقی ہے۔ ہر عیب و نقص سے پاک، ہر کمال والی اسی کی ذات ہے۔ اس کی ذات و صفات، اس کے اسما و افعال میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں، سب اسی کے محتاج ہیں، وہ بے نیاز ہے مگر کریم بھی ہے۔ وہ غنی اور بے پرواہ ہے، مگر رحیم بھی ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ ”العالمین“ ہے اور وہ خود عالمین کا رب، خالق اور رازق ہے۔ ہر کمال ذاتی اور حقیقی اسی کا ہے، وہی جس کو جو چاہتا ہے، عطا کرتا ہے، اسی کی عطا اور کرم سے انسان کو عزت و کرامت ملی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے یہ تمام کائنات اپنے حبیب مکرم، رسول اکرم، نور مجسم، شفیع معظم، رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین ﷺ کی خاطر بنائی، وہی وہ تخلیق کائنات ہیں، مقصود کائنات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں وہ سب سے افضل و اکمل اور احسن و اجمل ہیں، اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ ہر کمال کے جامع ہیں، عیوب و نقائص سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ذات و صفات کی روشن دلیل بنایا، ان کی اطاعت بلاشبہ رب تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام بھیجتا ہے، وہ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ سب کے نبی ہیں، کائنات کی ہر شے جانتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ان کی اس کائنات میں تشریف آوری ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے، ہمیں ہمارا وجود اور ہر نعمت انہی کی بدولت ملی ہے۔ انہی کے صدقے ہمیں ایمان و ایقان حاصل ہے۔ ہمارا دین ”اسلام“ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے پسند فرمایا اور اپنے حبیب مکرم ﷺ کے ذریعے ہمیں عطا فرمایا۔ اسی دین کی مکمل پابندی میں ہمارے لیے فوز و فلاح اور بخشش و نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا احسان و انعام، فضل و کرم اور بے پناہ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان اور مسلمان بنایا۔ اپنے پیارے اور آخری رسول اکرم ﷺ کا امتی اور غلام بنایا۔ رسول اکرم ﷺ ہی کے ذریعے وسیلے سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی پہچان ملی اور ایمان کی نعمت نصیب ہوئی۔ رسول اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم ہمارے ایمان کی جان اور اساس ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول اکرم ﷺ کی تعظیم و محبت ہم پر لازم ہے اور اس میں معمولی سی کمی یا کوتاہی کی کوئی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے پناہ کرم ہے کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب مکرم ﷺ کی نسبت سے نوازا ہے، اس کے لیے ہم اپنے رب کریم جل شانہ کا جتنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ پر ہمیں درود و سلام بھیجنے کی توفیق عطا ہونا بھی ہم پر ہمارے معبود حقیقی کی خاص مہربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور آخری نبی کی ہر نسبت ہمیں پیاری ہے۔

ان کی ازواج و اولاد، ان کے اصحاب و احباب، ان کی امت کے علما و اولیائے کاملین کی محبت و عقیدت ہمارے لیے بہت اعزاز ہے۔ ان مبارک اور مقدس ہستیوں کی عقیدت و محبت ہمیں ہمارے قبلہ عالم، خطیب اعظم، حضرت مجدد و مسلک اہل سنت، عاشق رسول، محبت صحابہ و آل بتول الحاج علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور وابستگی سے ملی۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت پر استقامت اور دین متین پر پختگی کا جذبہ اور ولولہ بھی انہی کی تعلیم و تربیت اور فیضان سے ملا۔ اللہ تعالیٰ کی ہم پر یہ بہت مہربانی ہے کہ ہم راجح و ثابت وقائم ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں صحیح عقیدوں پر قائم رہتے ہوئے دین و مسلک حق کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق سے نوازے، آمین

☆ کتابی سلسلہ ”الخطیب“ کا 29 واں سالانہ یادگاری مجلہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ گزشتہ برس عرس شریف سے اب تک ہمارے ملک اور دنیا بھر میں جو حالات رہے ان سے ہر کوئی متاثر ہوا، ہم کسی قابل ذکر کارکردگی کا مظاہرہ کیسے کرتے؟ سچ ہے کہ اس مجلے کی تیاری اور اشاعت بھی ہمارے لیے آسان نہیں تھی، بلاشبہ یہ ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے کہ ہم اس تسلسل کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ حضرت الحاج قبلہ پیر شوکت حسن خاں نوری، حضرت پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی جیسے بزرگوں کی حوصلہ افزائی ہمارے جذبات عقیدت کو بڑھاتی ہے اور دنیا بھر سے احباب کا اس مجلے کا شوق انتظار دیکھ کر ہم اپنی بہتوں کو بروے کار لاتے ہیں، ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمۃ کے فرزند و جانشین حضرت خطیب ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کی سرپرستی نہ ہوتو شاید ہم کچھ بھی نہ کر سکتیں۔ اپنے باکمال والد گرامی علیہ الرحمۃ کی طرح وہ ہمہ وقت کام کرتے ہیں۔ روزانہ خطبات اور اسفار کی بھرمار کے باوجود وہ ان تھک محابہ ہی ہیں کہ ہمہ دم مشغول رہتے ہیں اور کئی آدمیوں کے برابر کام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ عز وجل اپنے خاص فضل و کرم سے انہیں نوازے، آمین

ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہان فانی میں بہت مختصر عرصہ گزارا، 55 برس کچھ زیادہ مدت شمار نہیں ہوتی لیکن اس قلیل مدت میں بھی انہوں نے تنہا بلاشبہ صدیوں کے کام کیے اور اتنے کیے جو کئیوں اور ارے اور تنظیمیں مل کر بھی نہیں کر پاتیں۔ ہماری باتیں ہی باتیں ہیں وہ کام کرتے تھے۔ اٹھارہ ہزار سے زائد خطبات تو صرف بڑے بڑے اجتماعات کے ہیں۔ نماز جمعہ کے خطبات، دفاتر اور اداروں میں خطاب، رے ڈیو پاکستان سے نشری تقاریر، گھرانوں کی تقاریب، مختصر دروس وغیرہ کو تو ابھی شمار ہی نہیں کیا گیا۔ ان کے اسفار بھی کم نہیں اور سبھی کٹھن تھے، تن آسانی اور سہولتوں سے شاید وہ آشنائی نہیں تھے۔ ان کی حیات مسلسل جدوجہد سے عبارت ہے۔ ہمہ وقت لوگوں میں گھرے رہتے، مطالعہ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کا شغف بھی جاری رہتا۔ مدارس و مساجد، سنی اداروں اور تنظیموں کی سرپرستی، جانے کتنے امور وہ احساس ذمہ داری رکھتے ہوئے بھرپور انجام دیتے تھے۔ مسلک حق کے لیے ہر لمحے اور ہر مرحلے پر



ان کا کردار بے باک اور غیر چلک دار رہا۔ وہ جرأت و ہمت اور حق و صداقت کے مثالی پیکر تھے۔ ان کا برے لیے ان کی تواضع اور اصغر کے لیے ان کی شفقت کی مثال دی جاتی ہے، بلاشبہ وہ عہد آفرین کثیر الصفات، شخصیت تھے۔ کثیر الجہات ان کی خدمات بھی ہم شمار نہیں کر سکے۔ ہر ایک کی دادرسی کون سا آسان کام ہے، اسے ان پر رب تعالیٰ کے فضل و کرم کے سوا کیا کہیں کہ ہر کوئی والد و شیداء ہے اور ہر کسی کا یہی کہنا ہے کہ جس قدر وہ اس پر شفیق و مہربان تھے شاید ہی کسی اور پر ہوں گے۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت کے لیے ان کے مثالی کارہائے نمایاں کا اعتراف سبھی کو ہے۔ انہوں نے لاکھوں کو دین و مسلک کی خدمت کا جذبہ اور دل و لہ دیا، سرگرم کارکنان کی فوج ظفر موج تیار کی۔ آج الیک ٹرانک میڈیا سے شہرت پانا بہت آسان ہو گیا ہے مگر انہوں نے تو شبانہ روز اپنی ان تھک محنت سے یہ شان پائی کہ سمنوں میں انہیں جانا پہچانا جاتا، وہ علما و مشائخ میں بھی محبوب و محترم تھے۔ دل موہ لینے والے اخلاق کریمانہ سے انہوں نے سبھی کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا۔ انہوں نے شہرت کے لیے کام نہیں کیا تھا ان کے مثالی کام نے انہیں ہر خاص و عام میں ممتاز و محترم بنایا تھا۔ رومی کشمیر حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ آف کھڑی شریف کے کلام کے حوالے سے مشہور مولانا غلام رسول (چک سواری) ایک عرصے سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔ ان کے فرزند حافظ سعید احمد کے حفظ قرآن مکمل ہونے کی تقریب میں حضرت خطیب اعظم مدعو تھے۔ مولانا غلام رسول صاحب کا فرمانا ہے کہ ہزاروں افراد صرف حضرت خطیب اعظم کی زیارت کے لیے آئے تھے۔ انہیں دیکھنا اور سُننا لوگوں کی عید ہوتا تھا۔ ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد مکرم شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کو علم لدنی سے وافر حصہ ملا تھا، وہ فرماتے تھے کہ کون سا موضوع اور مسئلہ ہے جو مولانا اوکاڑوی نے بیان نہیں کیا۔ قطب مدینہ، خلیفہ اعلیٰ حضرت شیخ العرب و العجم حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا یہ سنا گیا کہ جس کسی کو سچا عاشق رسول دیکھنا ہو وہ مولانا اوکاڑوی کو دیکھ لے۔ غوثِ زمان گنج کرم حضرت قبلہ پیر سید محمد اسماعیل شاہ بخاری (حضرت کرماں والے) رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے حضرت قبلہ عالم کو یہ بشارت خود سنائی کہ ”آپ بارگاہ الہی اور بارگاہ رسالت میں محبوب ہیں۔“ بزرگوں کے یہ ارشادات ہمارے حضرت کی عظمت واضح کرتے ہیں اور ان سے ہماری محبت و عقیدت مزید پختہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے قارئین سے شرمندہ ہیں کہ اتنی مدت گزر جانے کے باوجود ہم کوئی خاطر خواہ کارگزاری پیش نہ کر سکے، کوئی شایان شان خدمت نہ کر سکے۔ ہر سال یہ مجلہ بھی زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کی غرض سے کسی طور تیار کیا جاتا ہے، الحمد للہ رب العالمین، اللہ کا شکر ہے کہ سمنوں میں ایصالِ ثواب کا اہتمام ہوتا ہے اور ہمارے حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کو خراج عقیدت و محبت پیش کیا جاتا ہے۔

☆ ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک حق کی ترویج و اشاعت اور اہل

سنت کو متحد و منظم کرنے کے لیے 1956ء میں جماعت اہل سنت کی بنیاد رکھی اور انقلابی کارگزاری پیش کی۔ بفضلہ تعالیٰ مختصر عرصے ہی میں یہ تنظیم فعال ہوئی اور ملک بھر میں علما و عوام منظم ہو کر نمایاں قوت ثابت ہوئے۔ عالمی اور سیاسی ہر سطح پر اہل سنت کو واضح برتری حاصل رہی۔ اہل سنت کے مخالفین دیوبندی و بابیوں کو یہ کب گوارا ہوتا؟ انہوں نے اپنی ریشہ و دوانیاں تیز کر دیں۔ 80ء کی دہائی میں انہوں نے ”سنتی کونسل، سواد اعظم اہل سنت“ جیسے نام لکھ کر خود کو ”سنتی“ ثابت کرنا چاہا اور اب ”اہل سنت و جماعت“ کہلانے کا جتن کر رہے ہیں، الیک ٹرانک اور پرنٹ میڈیا سے صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت (بریلوی) کے خلاف طرح طرح کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ انہیں صرف اپنی مفاد پرستی سے غرض ہے اور اس کے لیے وہ کسی حلال و حرام کی پروا بھی نہیں کرتے، اپنے ہی فتوے کے خلاف ان کا عمل خود ان کے لیے ناپائیدار ہے۔ دنیا نے جان لیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہی ”طالبان اور اور القاعدہ سے وابستہ ہیں۔ وطن عزیز کے حکمران بھی بخوبی جانتے ہیں کہ یہی لوگ تحریک پاکستان کے کھلم کھلا مخالف تھے اور اب بھی ”پرے شرگروپس“ بن کر ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی اور منفی سرگرمیوں میں نمایاں ہیں۔ انہی کی وجہ سے دنیا بھر میں اسلام اور مسلمانوں کا غلط تعارف ہو رہا ہے۔ ایسے میں صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت (بریلوی) علما و مشائخ کو آپس میں الجھنے کی بجائے متحد و متفق ہو کر ملت کی صحیح قیادت کرنی چاہیے اور اہل سنت کے حقوق کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔ افواج پاکستان میں تاحال صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت کی کتابیں منظور نہیں کی جارہی ہیں، انہیں آبادی میں ان کے تناسب کے مطابق کسی سطح پر بھی نمائندگی نہیں دی جارہی۔ ہمیں یہی باور کرنا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا امن پسند اور محبت وطن ہونا ان کی خوبی ہے، ہرگز کمزوری نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ پاکستان بنانے میں اہل سنت نمایاں تھے۔ ان شاء اللہ اب ملک بچانے میں بھی وہی کلیدی کردار ادا کریں گے۔

☆ گزشتہ برس مرکزی عرس شریف کی تقریب میں اہل محبت و عقیدت کی طرف سے پیش کیے جانے والے ایصالِ ثواب میں جناب شیخ عمر علی (لاہور)، الحاج صوفی سردار محمد (اوکاڑا)، الحاج شیخ محمد اشرف و رفقاء (پیر محل)، مرکز فیضانِ مدینہ، دعوتِ اسلامی (کراچی)، مولانا غلام احمد رضا قادری (دعوتِ اسلامی)، الحاج محمد انور عرف اوکاڑوی (کراچی)، مولانا قاری محمد حفیظ (اچھرہ، لاہور)، مولانا قاری گل جہاں صدیقی (کراچی)، مولانا قاری عبدالقیوم محمود (کراچی)، مولانا قاری غلام عباس نقشبندی مع فرزندان (نوشہرہ و رکاں)، حافظ محمد ناصر (کراچی)، شیخ نیک محمد (شرق پور شریف)، برکاتی فاؤنڈیشن کے حاجی محمد عارف برکاتی (کراچی)، پیر محمد راشد ایوب قریشی (کراچی)، مولانا قاری غلام علی (کراچی)، مولانا قاری تاج بہادر خان (کراچی)، حافظ محمد شفیق نورانی (ملتان)، قاری غلام قادر تبسم (کراچی)، مولانا غلام نورانی نقشبندی (کراچی)، متعدد خواتین اور متعدد احباب نے خاصی تعداد میں ختمات قرآن کا ہدیہ پیش کیا اور رد و دشریف کا سب سے زیادہ ہدیہ مجلس خواتین گل زاہر حبیب کی طرف سے تھا۔ 28 ویں سالانہ



عرس مبارک کی وہ زوداد جو پاک و ہند کے متعدد نمایاں اخبارات و جرائد اور رسائل میں شائع ہوئی، وہ ہم یہاں پھر درج کر رہے ہیں، ملاحظہ ہو:

”جماعت اہل سنت کے بانی خطیب اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا 28 واں سالانہ دورہ مرکزی عرس مبارک جامع مسجد گل زاہب، گلستان اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں حسب سابق ماہ رجب کی تیسری جمعرات و جمعہ برطانیق 23 اور 24 جون 2011ء کو مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) اور گل زاہب ٹرسٹ کے زیر اہتمام والہانہ عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اس موقع پر کتابی سلسلہ ”الخطیب“ کا سالانہ یادگاری مجلہ شائع ہوا۔ ملک اور بیرون ملک سے علماء و مشائخ اور عقیدت مند حضرات و خواتین کی بڑی تعداد نے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت کی۔ متعدد خانقاہوں، درس گاہوں، سنی تنظیموں اور حلقوں کی طرف سے حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے مرقہ اقدس پر چادر پوشی و گل پاشی کی گئی۔ حضرت سیدنا داتا گنج بخش اور حضرت شیر ربانی میاں صاحب شرق پوری رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات سے بھیجی گئی خصوصی چادروں کو علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے علماء و مشائخ اور عقیدت مندوں کے ہمراہ اپنے والدین کریمین علیہما الرحمہ کے مرقہ مبارک پر چڑھا کر عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز کیا۔ چادر پوشی کے وقت نعت شریف، ذکر اسم الہی اور صلوٰۃ و سلام کا ورد کیا گیا۔ (علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے اعلان کے مطابق تمام اہل عقیدت نے مزار شریف پر کپڑوں کی زیادہ چادریں چڑھانے کی بجائے حضرت خطیب اعظم کے ایصالِ ثواب کے لیے متعدد متقی افراد کو پوشاک تقسیم کیں)۔ عرس کے اجتماع سے مفتی اعظم افریقا حضرت مولانا محمد اکبر ہزاروی، حضرت پیر سید عظمت علی شاہ ہمدانی، مفتی محمد عباس رضوی، مخدوم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی، حاجی محمد حنیف طیب، مولانا صوفی محمد لطیف نقشبندی، صاحب زادہ محمد فضل الرحمن اوکاڑوی، مولانا محمد شعیب قادری، طارق محبوب صدیقی، رفیق اہل سنت سید رفیق شاہ، پروفیسر شیخ عقیل احمد اور علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے خطاب کیا۔ اپنے خطبات میں مقررین نے کہا کہ خطیب اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے اپنی مختصر عمر میں کئی اداروں اور تنظیموں سے بڑھ کر تنہا وہ خدمات انجام دیں جن پر تمام اہل سنت کو فخر ہے وہ بلاشبہ ملک و ملت کے عظیم محسن ہیں، حق گوئی و بے باکی، استقامت اور جرأت و ہمت کے وہ مثالی پیکر تھے انہیں بارگاہ مصطفیٰ میں مقبولیت حاصل تھی اور عشق رسول (ﷺ) میں انہیں اعلیٰ مقام عطا ہوا تھا ان کی بدولت لاکھوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی، خطیب اعظم کا لقب انہی کو جتنا ہے، ان سا خطیب صدیوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ تحریک قیام پاکستان، تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک دفاع پاکستان اور تحریک نظام مصطفیٰ میں ان کی جدوجہد قابل رشک ہے، مقام مصطفیٰ (ﷺ) کے تحفظ میں ان کا کردار اور خدمات قابل تقلید ہے۔ انہوں نے زندگی بھر محبت رسول سے سب کو مرشاد کرنے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے، ان کی شہرت و مقبولیت آج بھی سستوں میں روز افزوں ہے اور ان کی تحریر و تقریر کا فیضان جاری ہے، وہ

اہل سنت کی پہچان تھے، سماجی اور سیاسی شعبوں میں بھی ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اجتماع میں ایصالِ ثواب کرتے ہوئے پچیس لاکھ اٹھتر ہزار چار سو تینتالیس (25,78,443) قرآن کریم، پچھتر لاکھ چھ ہزار اکیاسی (75,86,081) قرآنی سورتیں، سترہ لاکھ ہاون ہزار پانچ سو بیس (17,52,520) قرآنی آیات، متعدد قرآنی پارے، بیانوے کروڑ اکتیس لاکھ ستاون ہزار پانچ سو تانوے (92,31,57,593) درود شریف، تین کروڑ اڑتیس لاکھ چھیانوے ہزار آٹھ سو تیس مرتبہ (3,38,96,830) کلمہ طیبہ اور بغیر شمار کے اسمائے حسنہ اور مختلف متعدد اوراد کے ورد، ایک حج، 8 عمرے اور ہزاروں نوافل کا ہدیہ پیش کیا گیا۔ ایصالِ ثواب میں مجلس خواتین گل زاہب کا حصہ نمایاں تھا۔ اختتامی دعا علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے کی۔ خطیب اعظم کے کم سن پوتے زین سبحانی اوکاڑوی نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ جمعہ 24 جون 2011ء کو دنیا بھر کے 46 ممالک میں عقیدت و احترام سے مساجد و مراکز اہل سنت میں سالانہ عالمی یوم خطیب اعظم منایا گیا اور اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ خوانی ہوئی۔

مرکزی عرس شریف کی تقریبات میں حضرت الحاج پیر شوکت حسن خاں نوری، پیر علی حسن نقشبندی، مولانا قمر الدین سیالوی، مفتی محمد آصف، خلیفہ محمد اسلم، مولانا گل جہاں صدیقی، مولانا محمد عرفان نیسانی، مولانا قاری تاج بہادر، صاحب زادہ فرحت حسن نوری، مولانا محمد شریف نقشبندی، سید انعام الحق، پیر جی محمد شفیع، مولانا حکیم سید اشرف اشرفی، قاری غلام جیلانی، مولانا غلام نورانی نقشبندی، مولانا ابراہیم رحمانی، مولانا ریاض الدین قادری، مولانا غلام فرید چشتی، مولانا ایوب الرحمن، مرزا نوید، مولانا عبدالرزاق حسینی، عبدالکریم بھلم، مولانا امجد حسینی، صاحب زادہ ڈاکٹر محمد سبحانی اوکاڑوی، الحاج صاحب زادہ حامد ربانی اوکاڑوی، لاہور سے مرزا محمد ارشاد منٹو اور محمد ناصر، اوکاڑا سے الحاج شیخ محمد اکرم، قاری خلیل الرحمن، بزم فیضان وارثیہ کے سید عبدالماجد وارثی مع احباب، امریکا سے جناب طارق اقبال، انجمن مجاہدین مصطفیٰ کے حافظ محمد حنیف اور محمد اکبر نقشبندی، مولانا اسلام الدین، الحاج توفیق احمد قائم خانی، الحاج شیخ محمد نعیم نقشبندی، مولانا محمد اختر علی پوری، مولانا محمد شہزاد ربانی، الحاج شیخ خالد رشید نقشبندی، جناب شیخ جاوید اقبال، شیخ محمد آفتاب، الحاج رحیم الدین، جناب عبدالغفار داؤد، الحاج رفیق سلیمان، الحاج چشتی بابا، حاجی جاوید معرفانی، سید تنویر شاہ، الحاج محمد ایوب قریشی، حاجی محمد انور اوکاڑوی، جناب بشیر مبین، ملک شاد احمد قادری، سید حسین شاہ کلمی اور متعدد معززین نے خصوصی شرکت کی۔ ملٹی میڈیا اسکرین کے ذریعے 1,000 سے زائد مقدس مقامات اور مزارات کی زیارت کرائی گئی۔ انجمن نوجوانان اہل سنت، انجمن طلباء اسلام اور بزم فیضان وارثیہ نے اپنے مراکز میں عرس شریف کی تقریبات منعقد کیں۔ اخبارات و جرائد نے سالانہ عالمی یوم خطیب اعظم کے موقع پر خصوصی مضامین شائع کیے اور ٹیلی وژن بے نلز نے خصوصی پروگرام پیش کیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت خطیب اعظم کا 29 واں سالانہ عرس مبارک ماہ رجب کی تیسری جمعرات و جمعہ 07-08 جون 2012ء کو منایا



☆ عرس شریف کی تقریبات میں ملک و بیرون ملک سے عقیدت مندوں نے بھرپور شرکت کی اور دنیا کے 46 ملکوں میں اور ملک کے ہر بڑے چھوٹے شہر میں ایصالِ ثواب کے لیے سالانہ عالمی یوم خطیب اعظم منایا گیا۔ ممتاز اسکالر جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین نے اپنے مشہور پروگرام ”عالم اور عالم“ کا ایک خصوصی پروگرام حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ترتیب دیا اور دہانہ انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اس پروگرام میں حضرت خطیب ملت علامہ کو کب نورانی اوکاڑوی نے بھی شرکت کی۔ متعدد علمائے کرام اور عقیدت مندوں کے تاثرات بھی پروگرام میں شامل کیے گئے۔ اس پروگرام کو بہت پسند کیا گیا۔ دھوم ٹی وی نے بھی اپنی نشریات میں عرس شریف کا تذکرہ کیا۔ روزنامہ جنگ کراچی، لاہور، لندن، روزنامہ نوائے وقت کراچی، لاہور، ماہ نامہ عقیدت (حیدر آباد)، ماہ نامہ جہانِ رضا (لاہور)، ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ (گوجران والا)، ماہ نامہ تحفظ (کراچی)، ہفت روزہ ارض پاک (حیدر آباد) اور ہفت روزہ کاروانِ وطن (حیدر آباد) نے خصوصی مضامین اور سالانہ یوم خطیب اعظم کے اشتہار شائع کیے۔

☆ دنیا بھر کے متعدد ممالک کی مساجد اہل سنت اور مراکز میں علماء و مشائخ، اساتذہ و طلباء مختلف تنظیموں کے سربراہان و کارکنان اور عقیدت مندوں نے 24 جون 2011ء کو 28 واں سالانہ عالمی یوم خطیب اعظم منانے کا اہتمام کیا۔ اوکاڑا میں حضرت مولانا محمد اقبال چشتی، حافظ محمد اکرم، صوفی الحاج سردار محمد، سہیل وال میں حکیم شیخ محمد سعید اور ان کے احباب و رفقاء، چٹوکی میں شیخ محمد خلیل، ملتان میں حافظ محمد شفیق نورانی، بہاول پور میں جنید رضا قادری، سیال کوٹ میں الحاج خواجہ محمد نعیم اور لاہور میں حضرت پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی نے اپنے حلقہ احباب میں اور احمد لاہور کے مولانا قاری محمد حفیظ، قاری محمد نعیم، نوجوان رہ نما جناب محمد نواز کھل، محافلِ نعت کے حوالے سے ممتاز شخصیت جناب ملک محمد خلیل، شیخ عمر علی، جناب میاں احمد، شیخ عقیل احمد، قاری محمد یونس قادری، راول پنڈی اور اس کے قرب و جوار میں جناب مولانا قاری مظہر عباس اور ان کے رفقاء نے متعدد مقامات پر سالانہ یوم خطیب اعظم مناکر ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا۔ کراچی شہر میں انجمن نوجوانان اسلام کے سربراہ جناب الحاج طارق محبوب نے اپنی تنظیم کے ہر یونٹ میں سالانہ یوم خطیب اعظم منانے کا حسب سابق اہتمام رکھا۔ بزم فیضان وارثیہ کے جناب سید عبدالماجد وارثی نے اپنی عقیدت کا نمایاں اظہار کیا۔ سحر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام بھی سالانہ یوم خطیب اعظم منایا گیا اور خصوصی پروگرام منعقد ہوا جس میں وائس چیئرمین جناب سید رفیق شاہ اور دیگر نے خطاب کیا، اس پروگرام کی اخبارات میں نمایاں خبریں شائع ہوئیں۔ برطانیہ کے بابائے اہل سنت مولانا ابو نعیم محمد بوستان القادری، پیر زادہ مصباح الممالک لقمانوی، الحاج مفتی محبوب الرحمن، مولانا قاری حفیظ الرحمن چشتی، الحاج محمد عرفان نقشبندی، بھارت میں تحریک قلمِ رضا کے جناب محمد زبیر قادری، مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، شیخ فرید شاد

اور ان کے وابستگان، حضرت پیر زادہ محمد عبدالباقی اشرفی اور ان کے وابستگان، حضرت مولانا لیاقت رضا اور مولانا محبوب عالم اور ان کے مریدین، بنگلادیش میں رضا اسلامک اکاڈمی کے مولانا محمد بدیع العالم رضوی، مولانا محمد عبداللہ، احسن العلوم جامعہ غوثیہ چاٹ گام کے مولانا سید ابوالیمان ہاشمی، مولانا محمد عبدالمنان، آس ٹرے لیا میں مولانا افتخار ہزاروی، راجا عبدالحمید، محمد نسیم خاں، مولانا محمد نواز اشرفی، ماری شمس میں سنی رضوی سوسائٹی کے ارکان، مولانا مقبول احمد اشرفی، زم باب وے میں الحاج منصور رضا قادری، ڈربن جنوبی افریکا میں مولانا محمد بانا شفیق قادری، الحاج احمد رشید، الحاج ابراہیم اسماعیل قادری، تنویر ہاشم منصور، رضا اکادمی کے ارکان، مولانا آفتاب قاسم، کیپ ٹاؤن میں مولانا محمد حسن اشرفی، پری ٹوریا میں دارالعلوم پری ٹوریا کے سربراہ حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی، مولانا حافظ محمد اسماعیل ہزاروی اور ان کے رفقاء، الحاج زاہد ابراہیم کریم، الحاج ابو بکر کریم، جوبانس برگ میں مولانا اسلم سلیمان، الحاج ڈاکٹر عبداللہ منصور، امریکا میں الحاج اے لعین بیگ، جناب غلام فاروق رحمانی، صاحب زادہ ڈاکٹر عثمان علی صدیقی، جناب محمد پرویز اشرف، محمد شفیق مہر، سید منور علی شاہ بخاری، محمد الیاس، مولانا مقصود احمد قادری علاوہ ازیں ملاوی، اس چین، ری یونین، متحدہ عرب امارات، کویت وغیرہ سے احباب نے ٹیلی فون، ای میل اور خطوط کے ذریعے ہمیں سالانہ یوم خطیب اعظم (علیہ الرحمہ) منانے جانے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ اللہ کریم احباب کی ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آمین

☆ یونیس کو کے مطابق 173 ممالک کی فہرست میں خواندگی کے لحاظ سے پاکستان کا شمار 157 ویں درجے میں ہے مگر کرپشن (بدعنوانی اور بگاڑ) میں اس ملک کا شمار سرفہرست ممالک میں ہوتا ہے۔ 8500 ارب مالیت کی لوٹ مار، 60 کھرب کے قرضے اور 65 ارب ڈالر کے نقصان اس ملک کے حکمرانوں، سیاست کاروں اور محافظوں کی ”نمایاں کارکردگی“ ہیں۔ اس وطن میں ہر پاکستانی، 65 ہزار روپے سے زائد کا مقروض ہے۔ اب تک 64 برسوں میں سے گزشتہ چار برسوں کی زوداد زیادہ بھیا تک ہے۔ یہاں عدل و انصاف کا یہ احوال ہے کہ 13 برس کا کم سن لڑکا اگر کئی پیننگ لوٹ لے تو اسے اتنا سنگین جرم گردانا جاتا ہے کہ وہ لڑکا پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے مگر گنہ گندے اور زہریلے پانی سے سبزی، تزکاری کاشت کرنے والے اور فروخت کرنے والوں کو ”سرزنش“ بھی ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ 1700 کے لگ بھگ افراد ”خودکشی“ کر لیتے ہیں اور روزانہ جانے کتنے مار دیے جاتے ہیں۔ ڈینگی چھڑ اور جعلی ادویات کے گھناؤنے ”کھیل“ بھی موت رچاتے ہیں اور ڈرون حملے بھی تو ”بالرضا“ ہو رہے ہیں۔ جرم اور موت کے ہر ”سوداگر“ کو اعزاز و اکرام سے نوازا جاتا ہے، جرم جتنا سنگین ہے، اعزاز اتنا ہی زیادہ ہے۔ معمولی رقم کے داجبات ادا نہ کرنے پر سخت مواخذہ ہوتا ہے مگر خطیر رقم ہڑپ کرنے پر یہ ”جرات“ نہیں دکھائی جاتی۔ ہسپتالوں سے بچے چوری ہو رہے ہیں، بے توجہی یا غلط علاج کر کے مریض مارے جا رہے ہیں، ہسپتالوں کا



استعمال شدہ سامان کھسے عام موت بچ رہا ہے۔ ”ہلدی“ جانے کتنے امراض کے لیے شفا ہے مگر اس پر زہریلے کے میکل کارنگ لگا کر اسے بھی زہر بنایا جا رہا ہے۔ رنگوں کا یہی زہر جانے کتنے کھانوں، مشابیوں بلکہ بچوں کی سوشل تک میں بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ خراب اور ناقص اجزاء کی ملاوٹ تو شاید ”لازمی“ سمجھی جاتی ہے۔ شدید زہریلا دھواں چھوٹی گاڑیاں بھی سڑکوں پر ڈن دناقی ہیں، پول ٹری فارم کو ”نعت“ قرار دینے والے اس کی غلیظ ترین ”فیڈ“ (غذا) کو بھی ”حیات بخش“ گردانتے ہیں، نہاری اور بچم (حلیم) میں بیمار اور لاغر جانوروں کا گوشت کھانا بہت نفع دے رہا ہے۔ بجلی سے محروم کرنے والے دول بچ کم زیادہ کرنے کا کھیل بھی کھیلتے ہیں اور ہر گھر میں جانے کتنی اشیاء روز جلا دیتے ہیں..... عدل وانصاف معزز ججوں کی بحالی کے لیے ضرور ملا، لاپتا افراد کے وابستگان رورہے ہیں، کم زور لڑکیاں خود سے زیادتی پر بے آب رُو ہو رہی ہیں، چینی (شکر) اور کھانے پینے کی متعدد اشیاء مہنگی اور ذخیرہ کرنے والے لٹیروں پر ”آہنی ہاتھ“ نہیں ڈالا گیا، پی آئی اے، پاکستان ریل وے، پاکستان اس ٹیل جیسے متعدد اداروں کو دیوالیہ کر دینے کو ”جرم“ ہی نہیں سمجھا گیا، اس ٹریٹ کرانٹر کی بہتات، گاڑیوں، موٹر سائیکلوں اور موبائل فون چھینے جانے کی مسلسل واردات تو روزانہ زندگی کا لازمہ بنا دی گئی، ملک کے سربراہ آوردہ لوگوں، زور اور زور رکھنے والوں کو صرف معافی، رہائی، پناہ اور فرار ہی نہیں بلکہ مراعات اور اعزازات سے نوازا گیا، ماہِ صیام میں روزانہ ہی کراچی شہر جتا رہا، ہر دن لاشیں گرتی رہیں مگر 56 ہزار سے زائد اہل کار تماشا بنے رہے، کتنے سیاسی و غیر سیاسی گروہ بھٹا مافیابن کر زندگیاں اجڑن کرتے رہے، چوری ڈاکا، لوٹ مار اور خوں ریزی نے ہتھ بٹے گھر اجاڑے، تیل سے بھرے ٹینکری ”اغوا“ نہیں ہوئے، بچے اور بڑے انسان بھی اغوا ہوئے۔ جعلی ڈگریاں، اثاثوں کے جھوٹے گوش وارے اور کرپشن بھی کسی ”معزز رکن اسمبلی“ کو نااہل نہیں کر سکے؟ کالے کر تو ت پر بھی عزت افزائی ہوئی، کیا واقعی یہ کسی اسلامی، انسانی مملکت و ریاست کے حکمرانوں، پاس بانوں اور سیاست کاروں کی سیاہ کاریاں ہونی چاہئیں؟ ایک فرد کی خرابیوں کی پاس داری اور پاس بانی میں مشغول یہ سب گزشتہ چار برس میں ملک و ملت، دین و آئین، تہذیب و اخلاق بھی کو پامال اور تاراج کر گئے۔ استخوان زر (سونے کی ہڈیوں) کے پجاری یہ سرگان دنیا، نمرود اور فرعون کا انجام بھول گئے، فرعون کی عبرت انگیز لاش بھی انہیں کسی عبرت سے دوچار نہ کر سکی..... کسے دیکھ کر یہ کس سے منصفی چاہیں؟؟؟

☆ کراچی والوں کی سپریم کورٹ سے امید بھنگی تھی کہ ان کی اٹک شوٹی ہوگی، ان کو بچنے والی اذیتوں کا کچھ مداوا ہوگا، مگر یہ امید بھی خاک ہوگئی، حکومت کی ”رٹ“ سے زیادہ ہر طرف دہشت کی عمل داری ہے، حکمران روز کرنی نوٹ چھاپ کر معیشت سے کھیل رہے ہیں اور سیاست کاروں نے معاشرت کو اندوہ ناک بلکہ شرم ناک بنا دیا ہے۔ غیرت و حمیت جہاں کھوٹا سکھ ہو جائے وہاں سچ اور سچائی بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ میں تعصبات اور جاہلیت کے اندھیروں نے ڈیرے جمالیے ہیں، ایسے ایسے

بول بولے جا رہے ہیں کہ تعفن اٹھتا ہے، شبہ ہوتا ہے کہ مسلمان کہلانے والے ایسا کہہ سکتے ہیں، انسان پر سب سے زیادہ آفتیں اس کی زبان ہی کی وجہ سے آتی ہیں۔ اسی کراچی میں یہ سانحہ بھی گزرا کہ قبرستان میں قبریں کھود کر مردہ خواتین سے بد فعلی کی گئی۔ اس مجرم کو فوراً عبرت ناک سزا دینے کے بجائے ڈیا پر اس کی تشہیر پر اکتفا کیا گیا۔ ان ٹریٹ، موبائل فون اور ٹی وی چے ملز سے کی جانے والی فحاشی اور عریانی کی ترغیب نے جاہلیت اولی کو مات دی ہے۔ مادر پدر آزاد اس ٹی وی کو ”پابند“ کرنے کی بات کی بھی گئی تو صرف توہین قیادت روکنے کے لیے، توہین رسالت، توہین شریعت، توہین انسانیت، توہین معاشرت کی گویا کوئی اہمیت ہی نہیں۔ نے شن کے نام پر توہین عورت مرغوب ہے، تحصیل زر کے لیے اخلاق باختہ اشتہار محبوب ہیں، رسوائے زمانہ وینا ملک کی ہر خبر مطلوب ہے مگر قرآن کریم جلانے پر احتجاج معیوب ہے، کیا یہی کی ڈیا کی آزادی ہے؟ مارننگ شو کے نام پر چھچھور پن کی تمام حدیں پھلا گئی جا رہی ہیں، ریب پر عریانی کے مناظر دکھاتے ہوئے ”رنگ دنور“ کی باتیں کی جاتی ہیں، ہر فحاشی کو ”روشن اور بہار“ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ اسلامی مملکت میں حیا سوزے غیرتی کی یہ کارگزاری زلزلہ، سیلاب، ڈسٹرکٹی ہی نہیں کسی ایسی سونامی کو دعوت دے رہی ہے جو سب کچھ بہالے جائے گا.....

☆ ملک کی پارلی میٹ میں پچاس سے زائد ”سادات اور پیر زادوں“ کا بھوم نیک فال سمجھا گیا، دین و مذہب کے حوالے سے ان ”مقدس“ ہستیوں سے سادہ لوح اہل ایمان نے جانے کیا کیا امیدیں وابستہ کر لیں، اہل سنت اہل محبت نے بھی ”خواب“ دیکھنے شروع کر دیئے، ”آل نبی، اولاد علی“ کا مبارک وصف رکھنے والے ان چہروں سے ملک میں نظام مصطفیٰ (ﷺ) کا مکمل نفاذ اور مقام مصطفیٰ (ﷺ) کا تحفظ قریب تر گمان کیا جانے لگا، لیکن چار برس ہی میں انہوں نے فسق و فجور کی کچھ ایسی حمایت کی کہ محراب و منبر کے پاس بان بھی شرمندہ ہو گئے۔ ان پاک باز افراد نے یہ فرمان عالی شان شاید نہیں سنا کہ مدح شقی سے عرش الہی لرز جاتا ہے۔ کیا یہ سب اسی کے مرتکب نہیں ہو گئے؟ گویا اس ”عاشقی“ میں عزت سادات بھی گئی..... دنیا بھر میں عہدہ و منصب کا حصول اب ہوس زر کی علامت بلکہ ضمانت سمجھا جانے لگا ہے۔ ہر سمت ایسی ہی خبریں ہیں۔ صومالیہ کے قزاق تو بہروپ نہیں بھرتے، اپنی منفی گھناؤنی شناخت ہی سے وہ زر حاصل کرتے ہیں۔ ہارس ٹریڈنگ کیا قزاق کی ”مہذب“ شکل نہیں؟ لوٹا کر یہی کے فقرے ان ”خادمین قوم“ کے لیے کیوں کہے جاتے ہیں؟ نا اہل، بدنام زمانہ اور کرپٹ افراد کی ہی تقرری ان ذمہ داروں کو کیوں بھاتی ہے؟ جھوٹ، منافقت اور لوٹ کھسوٹ ہی کو ”سیاست“ کیوں مان لیا گیا؟ آلودگی میں آسودگی کیسی؟ ایمان کی حرارت لقمہ حرام کو کب گوارا کرے گی؟ مگر مروجہ سیاست میں تو اپنی دینی شہرت والے بھی اس کے زیادہ رسیا شمار ہو رہے ہیں، یہ ”قومی نمائندے“ کیا گل کھلا رہے ہیں؟ کوئی تھپڑ مارے تو کوئی ناٹکیں تڑوے، لوٹ مار میں گویا مقابلہ ہو رہا ہے۔ ان سب کی پہچان ”قانون شکنی“ ہی کیوں ہے؟ یہ خوف اور ظلم کی علامت



کیوں ہو گئے ہیں؟ فوجی سلاطنت، ملکی خود مختاری اور انسانی حقوق کو زیادہ خطرہ انہی سے ہو گیا ہے۔ رہ زنی ان ”رہ بروں“ کا شیوہ و شعار ہو گئی۔ ایک رے منڈ ڈے دس کو کیا روئیں وہ تو غیر مسلم اور غیر ملکی تھا، یہاں تو خود اپنے اس سے کہیں زیادہ مہلک ثابت ہو رہے ہیں۔ صدر مملکت تو پہلے ہی سے جو شہرت رکھتے تھے اس کے باوجود اس عہدے کو بھی رسوا کرنے کے لیے انہیں منتخب کیا گیا، وزیر اعظم کے لیے تو اعتراض چودھری بھی کہہ رہے ہیں کہ وہ ”سجادہ نشین اور پیر زادے ہیں“۔ یہ تو سنا ہے کہ ملکی قانون میں استثناء رکھا گیا ہے اور وہ بھی عہدوں کے لیے، نہ کہ پیر زادوں اور سجادہ نشینوں کے لیے۔ اعتراف صاحب کسی کا نسب یا موروٹی منصب بتا کر کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟ انہیں اندازہ ہوگا کہ میزان شریعت میں تو ”تقویٰ“ ہی معیار ہے۔ ملکی قانون میں بھی پدرم سلطان بود ہونے سے کسی رعایت یا عزت کے خواہاں کیا ایسے ہی کردار کا مظاہرہ کرتے ہیں جو کہ دیکھنا جا رہا ہے؟ ان کے خاندان کے ہر فرد پر جو الزام سامنے آئے ہیں کیا ”سادات عالی وقار“ کو زیبا ہیں؟ اعتراض چودھری تو ”پیشہ ور وکیل“ ہیں، عدل و انصاف سے آنکھیں چا کر تباہی ان کا روزگار ہے، مگر آل رسول ہونے کا اعزاز تو کچھ زیادہ زہد و تقویٰ اور نیکی و پاک بازی کا تقاضا کرتا ہے۔ سجادہ نشین ان سادات کے قول و فعل میں کیا اس کا عمل دخل بھی ہے؟ ایک سیاست کار نے تو وزیر اعظم کے لیے تحارت و تفحیک سے کہا کہ وہ درگا ہوں کی آمدنی پر پلنے والا شخص ہے حیرت ہے کہ وکیل صاحب اسے فضیلت بتا رہے ہیں اور ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ اسے نااہلی بتا رہے ہیں۔ اہل ایمان تو ”سادات“ کا احترام کریں گے۔ ہیرا اگر کی چڑ میں لپٹ پت ہو تو بھی ہیرا ہی رہتا ہے ہاں کی چڑ میں آلودہ ہونے کی وجہ سے اپنی آب و تاب کھو دیتا ہے، کی چڑ سے نکل کر دھل جائے تو اس کی چمک دمک وہی پہلے کی سی ہوگی۔ تو بہ تو انعام ہے مگر قوم کو عدلیہ سے کھل کھیلنے کی رسم سکھانے والے تو بہ کے خوگر کیوں کر ہوں گے؟ اسلام میں تو ”شہید“ کو بھی قرض معاف نہیں ہوتا، شریعت و سنت کی پابندی کا عمدہ عملی نمونہ پیش کرنے والے سجادہ نشینان کیا صرف پرانے تذکروں اور کتابوں میں رہ گئے؟

☆ گھر کے سربراہ کو گھر میں بد نظمی اور بے ترتیبی پسند نہیں ہوتی، بگاڑ کو وہ گوارا نہیں کرتے، اپنی عزت اور وضع داری کا انہیں پاس اور لحاظ ہوتا ہے، گھر کے بڑے اپنے چھوٹوں کو سنبھالتے اور سنوارتے ہیں، انہیں بگاڑ اور خرابی سے بچانے کے لیے اپنے طور طریق درست رکھتے ہیں، اپنی بہنوں، بیٹیوں کا مستقبل کسی بد چلن اور بد کردار سے وابستہ نہیں ہونے دیتے، اپنے گھر کا ماحول اچھا رکھنے کے لیے کتنے جتن کرتے ہیں..... پھر کیا وجہ ہے کہ ملک کے بڑے اور سربراہ ملک کے لیے ایسا کردار ادا نہیں کرتے؟ ان کیسوں کا جو اکیلے رہنا شاید ایسے ہی نتائج لاتا ہے جن کا ملک و قوم کا سامنا ہے۔ مروجہ جمہوریت نے ہمیں دین کی پابندی کی بجائے شیطان کی پے زوی سکھا دی ہے، ہمیں اپنی دینی، علمی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار و روایات سے زیادہ بد چلنی مرغوب ہو گئی ہے، تہذیب و ثقافت صرف غیروں کی فحالی ہو گئی ہے، اپنا تعلیمی نصاب بھی ہم

سے چھین گیا ہے، اپنی زبان بھی ہم کھو رہے ہیں..... کیا اس طرح ہم اپنی کوئی شناخت باقی رکھ سکتے ہیں؟

☆ ”مغرب“ نے آزادی نسواں کا شور و غوغا کیا اور مغرب میں اس سیلاب نے عورت کو عورت نہیں رہنے دیا، اس سے اس کی عزت چھین لی، عورت سے جو سلوک اس معاشرے میں ہو رہا ہے وہ عبرت ناک ہے۔ عورت کی ”آزادی“ کی بات کرنے والے خود ہی اس عورت کی آزادی کے خلاف قوانین وضع کر رہے ہیں، ایک ”آزاد عورت“ ”حجاب و نقاب“ نہیں پہن سکتی کیوں کہ وہ مسلمان ہے۔ ہاں عیسائی ”نکن“ یا رابہ کو شاید یہ ”آزادی“ میسر نہیں کہ وہ حجاب کا استعمال ترک کر دے۔ عورت کے بدن پر لباس کم ہو یا نہ ہو، یہ تو راسخا جائے مگر ”عبائیہ“ اور برقع کو ناروا قرار دیا جائے؟ عورت پابند شرع ہو تو یہ ”آزادی“ مسلمان عورت کو میسر نہیں۔ یہ دہرا معیار کیوں ہے؟

☆ سیاست کاروں اور حکمرانوں نے قرآن، احادیث نبوی، اقوال صحابہ اور واقعات سیرت سے تمسخر کی روش جانے کیوں اپنائی ہوئی ہے؟ ان کا دینی علمی افلاس تو ظاہر ہے مگر ملک میں وہ ”ذمہ دار“ شمار ہوتے ہیں، پھر یہ غیر ذمہ دارانہ باتیں کیوں؟ مفت کے مفتی بھی ایسے مرحلوں پر اسلام کے نام پر اپنی ”دکان داری“ چکانے سے اجتناب نہیں کرتے حالانکہ یوں وہ سچے مفتیوں کو بدنام کرتے ہیں اور عوام میں اسلامی شعائر اور دین کے تقدس کی توہین کروانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ خود بھی بے وقت ہوتے ہیں اور شریعت و سنت کی تفحیک کا وبال بھی خود پر لیتے ہیں۔ دین میں مداخلت اور دین سے تمسخر نے کسی کو کبھی ”سرخ زو“ نہیں کیا۔ جاہ و مال کے حریص ان دنیا پرست حکمرانوں اور سیاست کاروں کی صحیح گرفت نہیں ہوتی تو وہ اپنی ایسی خباثتوں کو کچھ برا ہی نہیں جانتے بلکہ ان کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔

☆ ”سیکیورٹی“ (تحفظ) کے نام پر دنیا بھر میں حکومتیں اپنے عوام سے بھاری رقیں منور رہتی ہیں جب کہ پوری سیکیورٹی فراہم نہیں کی جا رہی۔ وطن عزیز میں تو انواع پاکستان کے مراکز پر ”جملے“ ہوئے، بحریہ کے کراچی مہران مرکز پر دہشت گردی کی کارروائی ہوئی، کراچی ہی میں جوئے کے ایک اڈے پر دھماکا بھی لگتی کہانیاں سنا گیا، دو تین دن کے بعد یہ سب خبریں ”پرائی“ ہو گئیں اور بھلا دی گئیں۔ سیکیورٹی صرف ان لوگوں کی ضروری ہے جو خود ملک و قوم کی سیکیورٹی پر مامور ہیں۔ سول اور فوجی عہدے داروں اور پولیس افسروں کی واقعی سیکیورٹی ہو رہی ہے۔ عوام کا خون حکمران چوس رہے ہیں اور ان کے جسم و جان کو دہشت گرد نشانہ بنا رہے ہیں۔ روزانہ ہی لڑکیوں سے پولیس کی زیادتی کی خبریں بھی بتاتی ہیں کہ اس ملک کے باشندوں کی عزت و آبرو کتنی محفوظ ہے۔ بینکوں سے دن داڑے بڑی رقیں لوٹی جا رہی ہیں، چوروں میں پولیس کے شامل ہونے کی خبریں بھی منظر عام پر آئیں۔ ملک کی اکثریت پر بجلی و گیس کی عدم فراہمی نے روزگار کے دروازے بند کر دیئے۔ غیر معیاری اور زائد المیعاد دوائیں کیوں بنائی اور فروخت کی جا رہی ہیں؟ اسکولوں کالجوں سے لڑکیاں کیوں اغوا ہو رہی ہیں؟ حکمرانوں کا ایک ہی ”مشن“ ہے اور وہ ہے ”کرپشن“



جسٹس اور ایس میں کوئی مضامین نہ کر سکتے پر ہر تائیس کرے اربوں کا نقصان ہی نہیں کرتے بلکہ خاصی آبادی کو فائدے بھی کرواتے ہیں۔ عبادت گاہیں، اجتماعات، شادی گاہیں ہی کیا بھرے بازار بھی محفوظ نہیں۔ رونا کبھی روتے ہیں۔ ذروں حملوں کے خلاف ”رسمی مظاہرے“ تو ہوتے ہیں مگر کپشن، دہشت گردی، مہنگائی اور بے حیائی کے خلاف سیاسی شاطر بھی کچھ نہیں کرتے۔ ہر گلی محلے میں موت کے سودا گردن دنا تے پھرتے ہیں، گیرے جس جرأت و ہمت سے لوٹ مار کر رہے ہیں اس کے مقابل ”محافظوں“ میں صرف پس پائی ہی نظر آتی ہے۔ رین جرز نے بھی ایک نوجوان کو جس طرح قتل کیا وہ ناقابل فراموش سانحہ ہے۔ حکمرانوں نے اگر یہ ملک اس حال کو پہنچانے کا سودا کر لیا ہے کہ اس کی جوہری ”توانائی“ اس سے چھین لی جائے (العیاذ باللہ) تو وہ اس کے لیے کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے مگر وہ نہیں جانتے کہ یہود و ہند اور نصاریٰ و مجوس کی رضا جوئی کے خواہاں کبھی باہر ا نہیں ہوئے، ان کی سیاہ خواہشیں کبھی بار آور نہیں ہونیں، مئی ڈیا کی حد تک بچ بول رہا ہے، پورا بچ بھی اب چھپانا انہیں آسان نہیں ہوگا۔ ملک کو لوٹ کر بیرون ملک ”محل“ خریدنے والے اپنے ”سرمائے“ گنوانیں گے، دنیا میں جمع کی ہوئی یہ آگ یہاں بھی نہیں جھلسائے گی۔“ ہر فرعونے راموسی“۔ قدرت سے ملی ذلیل شامت اعمال ہی بڑھاتی ہے۔ افسوس کہ پوری ملت گناہوں کی خوگر ہوتی جا رہی ہے (الامشاء للہ)۔

بلوچستان کا صوبہ انہی حکمرانوں اور سیاست کاروں کی سیاہ کاریوں کی وجہ سے جل رہا ہے۔ لاوے بنتے ہیں تو اگلے ہیں۔ مجرموں کو ”گارڈ آف آزر“ پیش کرنے والی یہ حکومت اپنے نامہ اعمال کو ہر لمحے کیوں اتار تیار کر رہی ہے؟ بجلی قصد آبیاد کر کے یہ حکمران اس ملک کے عوام سے کیا چاہ رہے ہیں؟ بتایا جاتا ہے کہ سوئٹ زر لینڈ کے بینکوں میں پاکستانی حکمرانوں، سول اور آرمی بیورو کرہ کی کی لوٹ مار کے (28,000,000,000,000) اٹھائیس کھرب روپے جمع ہیں۔ میو اس کین ڈل تو یہ بتاتا ہے کہ اس ملک کی سلامتی و خود مختاری سے کھیلنے والے بھی غیر نہیں خود اپنے ہی ہیں اور اب خود ہی اس پر مٹی ڈالنا اور اپنے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ ”ایجنسیوں“ کے نام سے جانے کیا کیا ہو رہا ہے۔ چند افراد کے سوا جب کسی کا تحفظ مطلوب ہی نہیں تو ہر کسی سے سکیورٹی کے نام پر اتنا بہت لیکس پھر کیوں لیا جا رہا ہے؟ ایبٹ آباد کے بھرپور آبادی والے علاقے میں اسامہ بن لادن اگر ”واقعی“ رہتا رہا تو یہ کیسے ممکن ہوا؟ ”وقت آنے پر بتانے“ کا جملہ دہرانے والا وزیر داخلہ راعے ونڈ کے تبلیغی مرکز کے بارے میں اب کشائی کر کے حقائق سے چشم پوشی کیوں کر رہا ہے؟ اگر ”حق“ کہا تھا تو پھر لا پرواہی کیوں برتی؟ کیا اس ملک میں صرف دہشت گردوں اور لٹیروں کو تحفظ دیا جاتا ہے؟ قرآن کریم اٹھا کر ایک ”بدبودار شیعہ“ صوبائی وزیر داخلہ نے جو تم ڈھاسے اس کا وبال کس پر ہے؟ یہ منظر بھی عجب تھا کہ ”قرآن اٹھانے“ پر آدھی رات میں بھی ہر طرف آگ بھڑکا دی گئی مگر ”قرآن جلانے“ کے سانچے پر ان میں سے ایک بھی داویلا کرتا نظر نہ آیا۔ وہ حکمران جو

اپنے ہی ملک کی اعلیٰ عدلیہ کی تعینک و تحقیر کرنے میں فخر محسوس کرتے ہوں ان سے آمین وقانون کی پاس بانی نہیں ہو رہی تو وہ ملک و قوم کی کیا رکھوالی کریں گے؟

☆ کہا جاتا تھا کہ ”شرقاء“ کے گھروں میں ”بازاری“ گفتگو بھی نہیں ہوتی، میراثی، بھانڈ اور مسخرے کے لفظ ان کے ہاں اس طبقے کے لیے کسی قدر حقارت سے کہے جاتے تھے جو اب ”فن کار اور اشارز“ کہلاتے ہیں۔ فلموں ڈراموں میں کام کرنا ”بے راہ روی“ شمار ہوتا تھا۔ ناچ گانے سے رغبت کو بری صحبت کا نتیجہ کہا جاتا تھا۔ رومانوی افسانے محراب اخلاق تحریریں شمار ہوتے تھے، اور بے ہودہ تصویروں والے جرائد و رسائل ”چیتھڑے“ کہے جاتے۔ چھوٹی اس کرین ”ٹیلے وڈن“ نے گھروں میں پہنچ کر ان باتوں کو ”فرسودہ“ قرار دینے میں اپنا ”بھرپور“ کردار ادا کیا۔ شہرت اور بدنامی میں فرق کو ختم کیا جانے لگا۔ چار چھ گھنٹے کے دورانیے کا ٹی وی جب گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ ہر وقت چلنے لگا تو گھر گھر میں ناچ گانا نہ صرف پہنچا بلکہ پذیرائی پانے لگا۔ اخلاقی اقدار پہلے پامال ہوئیں پھر مٹنے لگیں۔ وہ لڑکیاں جو بڑوں کے سامنے ”بے حجاب“ نہیں ہوتی تھیں ”بے باک“ ہونے لگیں، ٹی وی بند کرنا یا کروانا گھر کے بڑے بوڑھوں کے لیے بھی مشکل ہو گیا۔ دی سی آر آیا تو ہندی فلمیں ”سبھی“ مل بیٹھ کر دیکھنے لگے، ڈش ان ٹینا نے مزید حدیں پھلانگتے ہیں مددی، کے بل نے گھر بھر میں ہر ایک کو گھیر لیا۔ وہ مسلمان جو بُت اور مورتی دیکھ کر غیرت ایمانی سے جوش میں آتا تھا اب مندر کی گھنٹیوں اور مورتیوں سے گویا ”مانوس“ ہونے لگا۔ مسلمان لڑکیاں غیر مسلم ”فن کاروں“ کا فین ہونا اور کہلانا اپنے لیے کوئی ”اعزاز“ سمجھنے لگیں اور مسلمان لڑکوں نے غیر مسلم اداکاروں کی نیم عریاں تصاویر اپنے کمروں، کاروں میں آویزاں کرنا اپنا تفاخر جانا۔ مسلمان بھی کفر یہ اور بے ہودہ گیت گن گنانے لگے۔ وطن کی کیا بات کی جائے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ہوٹلوں اور پاکستانیوں کے گھروں میں بھی یہ سب دیکھنا سنانا جانے لگا۔ اس کے خلاف قول و فعل کو فرسودہ اور گھٹیا سوچ کہا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دین، مذہب، اصول، اخلاق، روایات، تہذیب و تمدن، ثقافت سب کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ موبائل (سیل، جوال) فون نے اور دلیر کر دیا۔ بڑے، بچے، مرد، عورت سبھی اس کے ناروا استعمال کے بھی ”مریض“ ہو گئے۔ بے حیائی اب ”فیشن“ ہو گئی۔ مسلمانوں نے کافروں، مشرکوں کے تیوہار کچھ انہی کی طرح منانے شروع کر دیے۔ ان کے طور طریق اپنانے کا شوق بھی رہنے لگا۔ مسلمان لڑکیوں سے برقعہ اور چادر تو کیا اب دوپٹے کا بوجھ بھی نہیں اٹھتا، بدن دکھانا کبھی معیوب ہوتا تھا اب مرغوب ہو گیا۔ زاویے اور پینے کچھ اتنی تیزی سے بدلے کہ شرم کا لفظ بھی شرما گیا۔ بجلی نے کسی بجلی گرائی۔ ڈینگلی چھرنے بدن ڈھانکنے پر مجبور کیا تو لڑکیاں جی مسوس کر رہ گئیں۔ لوڈ شیڈنگ نے تنگ کیا تو صرف ٹی وی دیکھنے کے لیے بولی ایس اور چینز سے ٹکڑا خرچ بھی گوارا کر لیا۔ حکمرانوں اور سیاست کار پہلے ہی ”غیروں“ سے مرعوب تھے اب عوام بھی ”اپنا آپ“ کھو بیٹھے۔ کیا ہماری کوئی پہچان باقی ہے؟ (سلام ان لوگوں کو جو ایسی



☆ ملک میں معاشرتی خرابیاں پھیلانے میں ایک ٹرانک میڈیا کا کتنا دخل ہے اس کا تذکرہ ہر زبان پر ہے۔ ”نیم را“ (پاکستان ایک ٹرانک میڈیا کے گولے رٹی اخباری) کو صرف ملک پر مسلط طبقے کی خواہشات کی تکمیل سے غرض ہے۔ جاوید غامدی، میمونہ مرتضیٰ ملک، بابر چودھری جیسے دریدہ دہن گستاخوں کو اسی ادارے کی ”آشیر باد“ حاصل ہے۔ اس ملک میں جیوٹی وی بھی نمایاں نیٹ ورک ہے۔ اس نیٹ ورک سے جہاں کچھ ”بھلے“ کام ہوتے ہیں وہاں اس سے بہت معترضہ کام بھی ہو رہے ہیں۔ ایک فلمی ہدایت کار شعیب منصور کے تعاون سے جیو نے ”بول“ نامی ایک فلم بنائی ہے، جیوٹی وی اس کو اپنی فخریہ پیش کش ظاہر کر رہا ہے اور اس کی تشہیر میں پیش پیش ہے۔ اس فلم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر نہ صرف اعتراض کیے گئے ہیں بلکہ ان کی طرف عیوب و نقائص اور غلطیوں کی نسبت بھی کی گئی ہے، کچھ مکالمے نفریہ ہیں تو کچھ شدید معترضہ، اس فلم میں ایک جملہ یہ ہے، لڑکی کہتی ہے: ”کاش میں خدا ہوتی تو میں ہر مرد سے ایک بچہ جنوٹی“۔ ایک جملہ ہے کہ: ”سینٹی کو مار کر انہوں نے خدا کی غلطی کو تو ٹھیک کیا“۔ ایک جملہ ہے کہ: ”ہمیں پتا چلا ہے کہ ہماری ایک چیز فرشتے غلطی سے آپ کو دے گئے ہیں“۔ ایک جملہ ہے: ”کیا اللہ میاں اوپر بیٹھ کر یہ فیصلے کرتے ہیں“۔ ایک جملہ ہے: ”فرشتوں کے پاس ہمارا پتا غلط لکھا ہوگا کیوں کہ یہاں تو نہیں پہنچ رہا رزق“۔ ایک جملہ یہ ہے کہ: ”دنیا میں جو اتنے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں وہ اس لیے مر رہے ہیں کہ خدا اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہا۔“ (العیاذ باللہ)۔ رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کا تمسخر اور حضرت سیدنا داؤد گنج بخش رضی اللہ عنہ کی توہین اور مسجد کے چندے کا بطور رشوت استعمال دکھا کر گستاخی و بے ادبی کی گئی ہے۔ اسی نیٹ ورک سے ”تمثیل حیات طیبہ“ کے نام سے جو فلمیں اور ڈرامے ٹیلی کاسٹ کیے گئے ہیں ان میں رسول اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ، رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ اور بعض صحابیات کے بے پردہ ”رول“ (کردار) جانے کنی خواتین کی شکل میں دکھائے گئے ہیں۔ صحابہ کرام کے رول میں مصحفہ خیز اور توہین آمیز حلیے اور گٹ اپ دکھائے گئے ہیں حالانکہ تمثیل حیات طیبہ اور یسے سچ نامی فلم دکھانے سے پہلے یہ ڈیک لے رہے تھے بھی دکھایا جاتا ہے کہ اس فلم میں رسول اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین کے کرداروں کے چہرے نہیں دکھائے کیوں کہ ان کے چہرے دکھانا بے ادبی ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ ان کے کردار اس طرح دکھانا کیا بے ادبی اور شدید گستاخی نہیں اور دیگر صحابہ کرام کے ”چہرے“ دکھانا کیسے روا ہو گیا؟ انبیاء کرام اور اصحاب نبوی کے حوالے سے یہود و نصاریٰ نے اگر فلمیں بنائیں اور مسلمانوں کی غیرت کو لٹکا کر تو ان مسلمان کہلانے والوں نے کیوں ان کی تائید کی؟ ایسی فلمیں بنانے والے، دکھانے والے اور دیکھنے والے کس درجے کے مجرم ہیں شاید انہیں احساس نہیں۔

☆ برطانیہ اور یورپ میں جلاؤ گھیراؤ کے پُر تشدد کچھ واقعات رونما ہوئے تو برطانوی وزیراعظم کو بھی

”فیس بک“ پر اعتراض ہوا۔ مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہوں تو مسلمانوں کا احتجاج غیر مسلموں کو ناگوار گزرتا ہے مگر آگ اپنے گھر میں بھڑک اٹھے تو وہی باتیں خود ان غیر مسلموں کے مونہ سے نکلتی ہیں۔ مسلمان کہیں تو غلط، غیر مسلم کہیں تو درست۔ امریکا میں نائن الیون کے سانحے نے جو آگ بھڑکائی ہے وہ بجھنے کا نام نہیں لے رہی۔ یہودی مصلحوں نے امریکا کو بھی اپنا شکار بنا رکھا ہے، انہی کے ایما پر امریکا بے گناہ لوگوں کی موت کا سوداگر بنا ہوا ہے، نفرتیں پانت رہا ہے، اور ہر طرف رسوا ہو رہا ہے۔ اپنے ملک میں لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے امریکی حکومت دنیا بھر میں کشت و خون کے متعدد دھاؤں کھولے ہوئے ہے، اس کی ساری توانائیاں اور خطیر رقم ملکوں کی تباہی اور لوگوں کی موت پر خرچ ہو رہی ہے اور اس کے حصے میں نفرت و حقارت ہی بڑھ رہی ہے۔ انسانیت اور جمہوریت کی بات کرنے والی امریکی حکومت کی پالیسیاں انسانیت اور جمہوریت کے سراسر خلاف ہیں، دہشت گردی کے خلاف جنگ خود بڑی دہشت گردی ثابت ہو رہی ہے اور دہشت گردوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ فاتح عالم تو ”محبت“ ہو سکتی ہے۔ امریکی حکومت کی شدت پسندی اور انتہا پسندی خود ان کے اپنے ملک کے لیے خطرات میں اضافہ کر رہی ہے۔ وطن عزیز پاکستان میں 65 ارب ڈالر سے زائد رقم اور چالیس ہزار کے لگ بھگ افراد کا نقصان اور برسوں سے مستقل بد امنی امریکی حکومت کی غلط پالیسیوں کی حمایت ہی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ امریکی حکومت اپنے ایک مجرم شہری (رے منڈے وں) کو شدید جرم کے باوجود پھانسی دے جاتی ہے جب کہ پاکستانی حکومت تو اپنے بے گناہ شہریوں کو ڈالروں کے عوض خود امریکا کے حوالے کرتی ہے۔

عجیب سی بات ہے کہ چند افراد خود کو ”ہر طرح“ ملک و قوم کا ”مالک“ سمجھ لیتے ہیں اور سب کچھ کر گزرتا اپنا حق جانتے ہیں۔ یہ افراد جو جھوٹ، منافقت، فراڈ، لوٹ کھسوٹ اور کرپشن کے ”کھلاڑی“ کہلاتے ہیں کیا قوموں کی ”تقدیر“ ان کے سپرد ہونی چاہئے؟ ڈھنڈائی کا یہ عالم کہ جن کی مثالیں میر تقی میر دیتے ہیں کہ ان کا کردار بھی نہیں اپناتے، وہ لوگ تو ذرا سی غلطی پر اپنا عہدہ چھوڑ دیتے ہیں مگر یہ بڑی سے بڑی غلطی پر بھی صرف اتنا کرتے ہیں کہ اس شخص کو راہ سے ہٹا دیتے ہیں جو ان کے خلاف ”ثبوت“ ہو سکتا ہے۔ ان کی زبان، ان کی حقیقت اور ان کا کردار ان کی اصلیت ظاہر کرتا ہے۔ ان سے مکمل نجات کے لیے قوم کو خود سوچنا ہوگا، خود کو بدلنا ہوگا۔ افسوس کہ اس ملک کو کوئی بھی قابل ذکر قیادت میسر نہیں۔

☆ بہت شور مٹا کہ کراچی میں مثالی ترقیاتی کام ہوئے۔ من مانی کرنا اگر ترقی ہے تو ایسا ضرور ہوا ہے۔ ہر ملک میں انڈر پاس، ہیڈ اوڈر برج نظر آتے ہیں لیکن ایسا کہاں ہوتا ہے کہ کوئی معقول اور مناسب متبادل راستہ دیئے بغیر ہزاروں کا راستہ بند کر دیا جائے؟ یورپ کے یہ مثال بتائیں کہ وہاں کسی دیوار کو اونچا نیچا بھی ”من مانی“ سے کیا جاسکتا ہے؟ یہ پاکستان ہے، یہاں کسی ایک ”صاحب“ کے لیے تو پلاننگ روکی اور نالی جاسکتی ہے لیکن ہزاروں کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ بجلی کے شدید دھول مچ کی تاریں رہائشی علاقوں میں لگانا



یہاں کوئی ”مسئلہ“ ہی نہیں خواہ شعلیں کیوں نہ متاثر ہوں۔ سرکوں کے فرش کی سطح مسلسل اونچی کی جارہی ہے، خواہ اس سے مکانوں کے فرش کتنے ہی نیچے کیوں نہ ہو جائیں، اصول اور ضابطے خود رکھوالے ہی پامال کر رہے ہیں۔ جہاں کہیں ٹریفک کے دانے اس شہر میں بند کر کے ”من مانی“ کی گئی ہے وہاں کتنے مسائل نے سراٹھایا ہے، کسے پرواہ ہے؟ کون پوچھتا ہے؟ ان من مانیوں کی وجہ سے کتنا وقت اور رقم لوگوں کا خرچ ہوتا ہے؟ چوراہے اس ترقیاتی کام سے ہشت راہ بنے ہوئے ہیں، کتنے حادثے معمول ہو گئے ہیں مگر اس ملک میں انسانی جان ہی سب سے ارزاں چیز ہے بے ہنگم ٹرے فلک، گندگی، بد نظمی..... الامان الحفیظ۔ رے ڈیویک کے ڈرائور 24 گھنٹے ڈیوٹی کے لیے رکھے جاتے ہیں، کیا یہ انسانی جانوں سے کھلیتا نہیں؟ نیا رکشا ہر کس و تا کس کو بانٹا جا رہا ہے، کیا انہیں ڈرائونگ کی کوئی تربیت، ٹرے فلک قوانین سے آگہی فراہم کرنا ضروری سمجھا گیا؟ انڈیوں نے مشکلات اور پریشانیوں ہی میں اضافہ کیا ہے۔ رہائشی علاقوں میں شہریوں کی مرضی کے بغیر کمرشیل استعمال کی اجازت دی جا رہی ہے۔ رشوت، دھونس، دھمکی ہی طاقت ہو گئی ہے، قانون کو صدر اور وزیراعظم نہیں مانتے تو کوئی اور کیا مانے گا؟

☆ باختیار عورت یہاں وہی ہے جو سر عام ناچے، دین و مذہب اور شرم و حیا سے آزاد ہو، چلتا پھرتا ”اشتہار“ ہو۔ ناچاچی اور طاقوں کے بڑھتے ہوئے تناسب، تیزاب سے چہرے مسخ کرنے کے واقعات، زیادتی کی شرم ناک خبریں ”تحفظ نسوان قانون“ کا مذاق اڑاتی ہیں۔ مسلمان کہلانے والے جب قرآن و سنت سے رُود گردانی کریں گے تو کوئی بھلائی نہیں پائیں گے۔ وہ ”صحافی اور اینکر“ جو لفظ ”مولوی“ کی توہین اپنی تسکین کے لیے ضروری سمجھتے ہیں وہ کیا جانیں کہ ”مولوی“ ہونا کتنے اعزاز کی بات ہے۔ یہ کوئی ”پروٹے“ نہیں، مولوی کے معنی ہیں ”مولا والا“۔ اللہ والا ہونا ہر کس و تا کس کا حصہ نہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کو اتنی جرأت شاید ان لوگوں نے دی ہے جو مولوی نہیں ہیں، صرف کہلاتے ہیں۔ ہمیں تو یہ یاد رکھنا ہے کہ سچے مولوی کی اہانت بلاشبہ دین کی اہانت ہے اور یہ کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ احتیاط بلاشبہ بہتر اور مفید ہے۔ ایک ڈاکٹر عامریاقت حسین ہیں جو اپنے انداز میں اس حوالے سے کبھی کچھ کہہ دیتے ہیں ورنہ ہر چہ تل سے لا پرواہی اور ڈھنائی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔

☆ گزشتہ دو تین برسوں میں کچھ علمائے کرام نے اپنی توانائیاں کچھ ایسے مسائل میں گنوائی ہیں جس سے افراط و تفریط بڑھا ہے۔ جو موقف حضرت سیدنا داتا گنج بخش، سیدنا غوث اعظم، سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہم میں مستفاد اور غیر متنازع راہ وہ آج کیوں الٹھاؤ کا سبب ہو گیا ہے؟ کیا آج کے کچھ سادات کا ان مذکورہ سستیوں سے کوئی موازنہ ہو سکتا ہے؟ آج ”زبدۃ التحقیق“ جیسی کتب نے دین و ملت کی کیا خدمت کی ہے؟ جسے اپنے ”علم“ کا زعم ہے وہ اس سے کوئی فتنہ ہی کیوں جنم دے رہا ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انضیلت اور حضرت امیر معاویہ کی صحابیت کے ثبوت کے لیے اہل ایمان کو آج کے

ان علماء سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ رابع مولائے کائنات سیدنا علی اور اہل بیت نبوت سے کمال محبت اور تمام اصحاب نبوی رضی اللہ عنہم کا ادب ہی اہل ایمان کا شیوہ و شعار رہے گا۔

اہل سنت و جماعت کو متحد و منظم کرنے کی بجائے یہ علماء اپنی ایسی ”کارگزاریوں“ سے انہیں اپنوں ہی سے متصادم کر رہے ہیں، کتنا اچھا ہو کہ یہ علماء اپنا علمی منصبی وقار پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور ملت کو صحیح عقائد پر پختہ کریں اور بدعتیہ کی یلغار سے بچائیں۔

☆ گزشتہ برس سالانہ مجلہ شائع ہونے کے بعد حضرت خطیب ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی ماہ مئی 2011ء میں دس روزہ دورے پر امریکا تشریف لے گئے۔ ہائی پوائنٹ کے رولانا میں مسجد گل زار حبیب کی تعمیر کے لیے فنڈ ریزنگ اجتماع منعقد ہوا۔ ممتاز اسکالر ڈاکٹر عامریاقت حسین نے اس پروگرام میں خصوصی شرکت کی۔ سفر سے واپسی پر انہوں نے اپنے پروگرام ”عالم اور عالم“ میں اپنے مشاہدات و تاثرات بیان کیے۔

ماہ مئی کے آخر میں حضرت خطیب ملت ایک ہفتے کے مختصر دورے پر برطانیہ تشریف لے گئے جہاں انہوں نے برمنگھم، بلیک برن، مانچسٹر اور بولٹن میں اجتماعات سے خطاب کیا۔

ماہ ستمبر کے آخر میں وہ مختصر فنی دورے پر جنوبی افریقا تشریف لے گئے جہاں انہوں نے جناب حاجی ابراہیم کریم مرحوم کی پوتی اور جناب الحاج ہارون تار کے فرزند کی شادی میں شرکت کی اور اجتماعات سے خطاب بھی کیا۔ مدینہ منورہ سے نبیرہ حضرت قطب مدینہ علامہ صاحب زادہ ڈاکٹر رضوان فضل الرحمن بھی ان تقریبات میں شریک ہوئے۔

ماہ نومبر میں خطیب ملت نے ایک مرتبہ پھر جنوبی افریقا کا سفر کیا اور دارالعلوم پری ٹوریا کے سالانہ جلسے میں شرکت کی۔ استاذ العلماء حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ پاکستان سے اور برطانیہ سے مولانا قاری غلیل احمد حقانی اور مولانا قاری محمد شعیب چشتی تشریف لائے۔ کپ ٹاؤن، ڈربن اور پری ٹوریا میں مفتی اعظم حضرت مولانا محمد اکبر ہزاروی اور مولانا حافظ محمد اسماعیل ہزاروی کے زیر اہتمام دارالعلوم پری ٹوریا کے اجتماعات ہوئے۔ ماہ محرم کے آخر میں حضرت خطیب ملت نے زیارت و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

☆ راولپنڈی میں استاذ العلماء حضرت مولانا ابوالخیر پیر سید حسین الدین شاہ صاحب اور ان کے برادران ذی شان نے 50 برس پہلے سبزی منڈی کے علاقے میں 30x40 فٹ کے احاطے والی ایک مختصر مسجد سے دینی خدمت کا آغاز کیا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ ان کی خدمات بار آور ہوئیں۔ سبزی منڈی میں بھی اس عمارت کی توسیع ہوئی اور متعدد دینی عمارات بنتی چلی گئیں۔ خواتین کے لیے ”ہمک“ کے علاقے میں وسیع رقبہ پر جامعہ کی تعمیر کی گئی ہے۔ مارچ 2012ء میں ”جامعہ رضویہ ضیاء العلوم“ کے جشن زیریں (گولڈن جوبلی) کے حوالے سے تقریبات تشکر کا انعقاد کیا گیا۔ پانچ روز میں گیارہ تقریبات ہوئیں۔ جنوبی افریقا،



ملائے شیا، ماری شمس، برطانیہ، آسٹریلیا متحدہ عرب امارات اور کئی ممالک سے علماء و مشائخ اور زعماء کی خاصی تعداد نے ان تقریبات میں شرکت کی۔ اس جامعہ سے تحصیل علم کرنے والے سیکڑوں علماء (طلبہ و طالبات) بھی اپنے اپنے علاقوں سے آئے۔ مفتی اعظم برطانیہ مولانا محمد گل رحمن صاحب، غازی ملت حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی، نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا توصیف رضا خاں بریلوی، خطیب ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، مفتی اعظم جنوبی افریقا حضرت مولانا محمد اکبر ہزاروی اور مولانا حافظ محمد اسماعیل ہزاروی نے خصوصی شرکت کی۔ مفتی محمد اکبر ہزاروی صاحب کی اہلیہ محترمہ بھی خواتین کے اجتماع میں کلیدی خطاب کے لیے شریک ہوئیں۔ پاکستان بھر سے ممتاز علماء کرام اور علماء دین نے بھی شرکت کی۔ پانچ روزہ تمام تقریبات بخیر و خوبی پایہ تکمیل کو پہنچیں ان تقریبات میں انتظام و انصرام اور مہمانوں کی پذیرائی کا ہر طرح خیال رکھا گیا۔ بیرون ملک سے آنے والے بیش تر افراد نے اپنے اس سفر میں حرمین شریفین بھی حاضری دی اور زیارت و عمرہ کی سعادت حاصل کی۔

☆ اس سال بھی ماہِ ربیع، ماہِ شعبان، ماہِ رمضان، ماہِ محرم اور ماہِ ربیع النور میں پی ٹی وی، ون ٹی وی، آج ٹی وی، اے آر وائی ڈی جی ٹی، جی ٹی، جیو ٹی وی، سماء ٹی وی، ایکس پریس ٹی وی، سی این بی ٹی وی، وقت ٹی وی، ان ڈس ٹی وی، میٹ روڈ ٹی وی، اے ٹی وی، کیو ٹی وی سے حضرت خطیب ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے متعدد پروگرام ٹیلی کاسٹ ہوئے اور بہت پسند کیے گئے۔

☆ حضرت صاحب زادہ پیر سید محمد نبیل الرحمن چشتی، حضرت مولانا محمد سعادت علی قصوری، الحاج مولانا عطاء اللہ مصطفیٰ ٹوری آف فیصل آباد، جناب طارق اقبال مع والدہ محترمہ (امریکا) الحاج جی ایم آئی منصور (جنوبی افریقا)، جناب تنویر ہاشم منصور (جنوبی افریقا)، جناب محمد شیرینی (جنوبی افریقا)، الحاج شیخ محمد سرور (برطانیہ)، مولانا قاری محمد حفیظ (لاہور)، الحاج بابا محمد ریاض رحمانی (اوکاڑا)، الحاج سید اسد علی شاہ بخاری (پشاور)، جناب عبدالرشید مبین (امریکا)، مولانا محمد حسن اشرفی، الحاج مشتاق اور ان کے رفقاء (جنوبی افریقا)، حضرت مولانا فتح محمد باروزی (سبیلوچستان)، مولانا محمد وزیر القادری (بلوچستان)، الحاج چودھری محمد افضل (لاہور)، جناب عبدالرؤف مبین (امریکا) اور الحاج مرزا عبدالعزیز مدنی (سعودی عرب)، کراچی پاکستان آئے، ان سب نے حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے مرقد مبارک پر حاضری دی اور حضرت خطیب ملت سے ملاقات کی۔

☆ ہمارے حضرت قبلۃ عالم خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ کے لیے شارع فیصل سے آمد و رفت کا راستہ بند کیے چھ برس ہو رہے ہیں، ہمیں نہیں معلوم کہ متبادل معقول راستہ دیے بغیر ایک بڑی آبادی کا راستہ بند کر دینا کون سا قانونی، اخلاقی، انصاف اور کون سا "ترقیاتی کام" ہے؟ بارش اور وی آئی ٹی موومنٹ میں اس علاقے کے کینوں کے لیے شارع فیصل کے آر پار جانے کی کوئی راہ نہیں رہ جاتی۔ سندھی مسلم سوسائٹی کا

چوراہا بند کرنے والوں نے اس علاقے کے لوگوں کے لیے مسلسل آزار کا جو سامان کیا ہے اس کا "نوکس" لینے والا کوئی نہیں۔ ہزاروں لوگوں کے راستے بند کر کے گنجل فری کورے ڈور بنانے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ وہ جانے کتنے لوگوں کی حق تلفی کے مجرم ٹھہرتے ہیں اور ان کے لیے مسلسل اذیت کا سامان کرتے ہیں۔

☆ جامع مسجد گل زار حبیب میں چیف انجینئر جناب مرزا محمد نوید اور آرکیٹیکٹ جناب ارشاد حسین صاحب نے جناب محمد حفیظ اور ان کے فرزند کامران صاحب کے تعاون سے تعمیراتی کام محمد یونس ٹنگلا ٹھیکے دار کے ذریعے جاری رکھا۔ ٹھیکے دار محمد یونس غیر ضروری تاخیر کرنا اپنا فرض منہی سمجھتے ہیں۔ آرکیٹیکٹ اور انجینئر بھی اپنے عمل کی مستی کی شکایت کرتے ہیں۔ مجاہد تقی تعمیراتی کام حضرت خطیب ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ جلد تعمیری کام مکمل ہو جائے۔

☆ 27 ویں سالانہ عرس مبارک سے قبل قبلۃ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے گنبد میں سیپیٹ سے خطاطی کے کام کا آغاز ہوا تھا، کاری گری کرنے والے محمد جاوید ناگوری کا خیال تھا کہ وہ اس کام کو تین ماہ میں مکمل کر لے گا لیکن اس کا اندازہ درست نہیں تھا، تا حال یہ کام جاری ہے۔ توقع کی جارہی ہے کہ 29 ویں سالانہ عرس شریف سے قبل یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ تمام زائرین کا کہنا ہے کہ ایسی خطاطی سیپیٹ سے شاید ہی کسی اور مزار شریف میں ہوتی ہوگی۔ ماہ اپریل 2012ء میں اس خطاطی پر رنگ و روشن کے کام کا آغاز کر دیا گیا ہے، رنگ ساز مشرف کا کہنا ہے کہ وہ ایک برس میں یہ کام مکمل کر لے گا، اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ اس مزار شریف کو مرکز انوار و برکات بنائے۔

☆ ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بارہ ربیع النور کو جامع مسجد گل زار حبیب میں افطاری کا اہتمام بھی احباب کی طرف سے کیا جاتا ہے جس میں ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔ کراچی کے خندوش حالات کے پیش نظر مسجد کے اندر اور اطراف سکیورٹی کیمرے بھی لگائے گئے ہیں اور کوشش کی جاتی ہے کہ مسجد میں آنے والے نمازیوں کو ہر طرح سہولت اور آسانی رہے۔ مسجد کے اطراف کی دیوار کا ایک حصہ بفضلہ تعالیٰ مسجد نبوی شریف کے نقشے کے مطابق بنالیا گیا ہے، ان شاء اللہ باقی حصے کی تعمیر کا کام بھی جلد مکمل کیا جائے گا۔ مسجد کے مینار کی تعمیر بھی ابھی نامکمل ہے۔ آپ سے استدعا ہے کہ تعمیر میں تعاون فرمائیں اور دعا بھی فرمائیں کہ جلد یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچے۔

☆ یادگار اسلاف حضرت علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی (مدیر ماہ نامہ جہان رضا، لاہور) بقیۃ السلف حضرت مولانا ابوداؤد الحاج محمد صادق (ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ، گوجران والا) اور مخدوم اہل سنت حضرت قبلہ الحاج پیر شوکت حسن خاں نوری، بدر اشرفیت حضرت پیر سید محمد مظاہر اشرف جیلانی، امیر حلقہ اشرفیہ، مولانا غلام رسول آف چک سواری اور تمام علماء و مشائخ اہل سنت کی صحت و توانائی اور درازی عمر کی دعا کرتے ہوئے التماس کرتے ہیں کہ تمام قارئین بھی ان کے لیے دعا فرمائیں۔



جانب سے مجلس دارحیثیہ میں خواتین کے لئے "مجلس خواتین مل زارحیثیہ" کی کارکردگی بھی قابل ستائش ہے۔ خواتین میں دین سے آگہی اور زندگی میں نیکی سے وابستگی کا شوق بڑھانے کے لیے مجلس خواتین نے نمایاں کام کیا ہے۔ ہر ماہ چاندی 2 اور 21 تاریخ کو ظہر اور عصر کے درمیان حلقہٴ دُرود شریف کا تسلسل گزشتہ کئی برس سے اس مجلس کے زیر اہتمام جاری ہے۔ دو گھنٹے کی اس نشست میں حضور اکرم ﷺ کے مبارک نام کے عدد کی مناسبت سے 92 منٹ دُرود شریف کا ورد ہوتا ہے اور ضروری عقائد اور مسائل سے آگاہ کرنے کے لیے مختصر درس لازمی رکھا گیا ہے۔ دُرود شریف کا ورد اور اجتماعی دعا مسائل و مشکلات کے حل میں بحمدہ تعالیٰ اکسیر ثابت ہوئی اور سیکڑوں خواتین فیض یاب ہوئیں۔ سال بھر درس قرآن سننے اور حلقہٴ دُرود شریف میں شریک ہونے والی یہ خواتین اور کم سن بچیاں نعت خوانی اور تقریر کی تربیت بھی یہاں حاصل کرتی ہیں اور ہر سال سالانہ محفل میلاد شریف بھی منعقد کرتی ہیں۔ گزشتہ چھ برس سے حضرت ماں جی قبلہ رحمۃ اللہ علیہا کا سالانہ عرس مبارک بھی اسی محفل میں منایا جاتا ہے۔ اس سال بھی ہفتہ 25 فروری 2012ء کو سالانہ محفل و عرس شریف کا انعقاد ہوا۔ مجلس خواتین کی نگران کے کلیدی خطاب کے علاوہ اس سال ملتان سے محترمہ سیدہ روزی باجی نے خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔ مجلس خواتین کی کارکنان اور ان کی ساتھیوں نے والہانہ عقیدت و احترام کے ساتھ نعت و مناقب پیش کیے، یہ تقریب پانچ گھنٹے جاری رہی۔ اس محفل میں کوئی مہمان خطیبہ یا نعت خوان مدعو نہیں کی جاتی بلکہ محلے ہی کی خواتین اور مستقل یہاں درس و حلقہ میں شامل ہونے والی خواتین کو نمائندگی دی جاتی ہے اور ان کے دینی ایمانی جذبہ و شوق پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکات ان صوب کی زندگی میں ظاہر ہوئی ہیں اور ان سب میں نیکی بڑھی ہے۔ یہی خواتین سال بھر میں قرآن کریم کی تلاوت اور دُرود شریف کے مسلسل ورد کا ہدیہ شمار کر کے حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس شریف میں ایصالِ ثواب کے لیے پیش کرتی ہیں۔ مجلس خواتین کی نگران اور ان کی تمام ساتھی خواتین کی یہ کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مسلک حق پر استقامت اور ان کی نیکیوں پر انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆ مفتی اعظم افریقا حضرت مولانا مفتی محمد اکبر ہزاروی نے بہت محنت اور شوق سے کچھ برس پہلے قرآن کریم کے ترجمہ کنز الایمان اور تفسیر نور العرفان مصنفہ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا انگریزی ترجمہ شائع کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ دارالعلوم پری ٹوریا (جنوبی افریقا) کی طرف سے تیار کی گئی اس انگریزی ترجمہ و تفسیر کی پاکستان میں اشاعت ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے زیر اہتمام کی گئی ہے۔ انگریزی خوان طبقے کے لیے بلاشبہ یہ پیش بہ تحفہ ہے۔

☆ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے دنیا بھر میں موجود اہل محبت و عقیدت کے لیے ان ٹرمیٹ پر حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ اور خطیب ملت کی آڈیو، وڈیو تقاریر سننے اور دیکھنے کے لیے "بلاگ"

(Blog) بنادیا ہے۔ لفظ "www.okarvi" نائپ کیجئے اور گھر بیٹھے فیض یاب ہوں۔ علاوہ ازیں میں بک پر بھی ٹین پیج بنائے گئے ہیں۔ تین برس قبل امریکا میں مقیم جناب سید منور علی شاہ بخاری نے Sunni speeches کے نام سے ویب سائٹ بنائی اور علمائے اہل سنت کی تقاریر کی رکارڈنگس اس میں جمع کی ہیں۔ اس سال okarvi speeches کے نام سے ایک اور ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ اس ویب سائٹ پر صرف حضرت خطیب اعظم اور خطیب ملت کی سیکڑوں تقاریر محفوظ کی جا رہی ہیں۔

☆ اس یادگاری مجلے میں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد قمر الزماں خان اعظمی اور تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند و جانشین حضرت مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی کی مختصر تحریریں پیش کی جا رہی ہیں۔ امریکا سے جناب سید منور علی شاہ بخاری، کراچی سے مولانا محمد شریف نقشبندی اور مولانا غلام فرید چشتی کی تحریریں بھی شامل کی گئی ہیں۔ حاجی محمد حنیف نقشبندی مرحوم کی ایک تحریر "لائٹانی پیر کے لائٹانی مرید" گیارہویں سالانہ مجلے میں شائع ہوئی تھی، اس تحریر کا انگریزی ترجمہ ہم نے انگریزی خواں اپنے احباب کے لیے شامل کیا ہے۔

☆ حضرت الحاج مرزا محمد ایوب صاحب ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بہت عقیدت مند تھے اور دوست بھی۔ ان کے والد گرامی مرحوم نے بنارس، بھارت میں منعقدہ سنی کانفرنس میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ علما و مشائخ سے وابستگی اس گھرانے کا اعزاز رہی۔ مرزا محمد ایوب صاحب نے ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اپنی یادداشت قلم بند بھی کی جو 14 ویں سالانہ عرس شریف کے یادگاری مجلے میں شائع ہوئی۔ مرزا محمد ایوب صاحب نے عمر عزیز کا نصف حصہ حجاز مقدس میں گزارا، ہر سال خود اپنا خیمہ مٹی میں لگاتے اور حجاج کی خدمت کرتے۔ خطیب ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب نے 1975ء میں ماہ صیام میں پہلا عمرہ اور 1976ء میں پہلا حج حضرت مرزا محمد ایوب صاحب ہی کے ساتھ ادا کیا تھا۔ معمر بزرگ حضرت پیر سید عبدالعہود شاہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 1979ء میں آخری مرتبہ فریضہ حج بھی الحاج مرزا محمد ایوب کے ساتھ ادا کیا۔ جدہ میں ملازمت ختم ہونے کے بعد مرزا صاحب کے ویزے میں توسیع نہ ہو سکی تو وطن عزیز آ گئے۔ ضعف و علالت کے باوجود صوم و صلوة کی پابندی میں فرق نہیں آیا۔ 92 برس کی عمر میں راہی جناں ہوئے۔ خطیب ملت حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین میں بھی شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت مرزا محمد ایوب صاحب کے درجات بلند فرمائے۔

جنوبی افریقا میں الحاج حسین میاں واسگرے، کوکنی برادری کے فرد تھے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدیقی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ حضرت سے ملنے کراچی بھی آئے۔ حضرت خطیب اعظم



کے کہنے پر انہوں نے ذر بن شہر میں اپنی ایک عمارت ”رضا کیڈی“ کے لیے عطیہ کی۔ آخری مرتبہ حج انہوں نے حضرت خطیب ملت حضرت مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی کے ساتھ ادا کیا، 96 برس سے زیادہ عمر پائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے مرشد گرامی خرقہ نش بند حضرت قبلہ ثانی صاحب شرق پوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اصغر پیر طریقت حضرت قبلہ صاحب زادہ میاں جمیل احمد شرق پوری مدظلہ العالی کو اپنے جواس سال فرزند اکبر کی رحلت کا صدمہ دیکھنا پڑا۔ حضرت صاحب زادہ الحاج میاں خلیل احمد شرق پوری کی رحلت ان کے تمام وابستگان کے لیے شدید سانحہ ہے۔ شدید علالت کے باوجود وہ ہمہ وقت اپنے دینی مشاغل میں مصروف رہتے۔ ان کی نماز جنازہ کا اجتماع مثالی ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) اور گل زار حبیب ٹرسٹ کے ارکان اور وابستگان ان بزرگوں کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہیں۔

☆ گزشتہ برس سے تمام دم تحریر متعدد شخصیات اور افراد اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔ الحاج فاروق احمد ہاشمی (امریکا)، الحاج حسین میاں واس گرے اور ان کے فرزند عبدالرزاق (جنوبی افریقا)، الحاج خوجہ محمد نعیم کی خوش دامن (سیال کوٹ)، مارہرہ شریف کے جواس سال سید شہاب احمد برکاتی (بھارت)، حاجی محمد حبیب اللہ رحمانی (کراچی)، جناب محمد آصف کے والد ناصر خان (کراچی) بمحترمہ حلیمہ عظیم جمعہ (جنوبی افریقا)، اہلیہ شیخ محمد اشرف (فیصل آباد)، خطیب ملت کے دیرینہ رفیق خاص جناب سید محمد حسن ہاشمی (کراچی)، الحاج نور النبی جن میاں (کراچی)، حافظ محمد اسحاق سمول (کراچی)، صاحب زادہ قاری محمد میاں (ملتان)، اہلیہ محترمہ حضرت الحاج اشرف المشائخ پیر سید احمد اشرف ابجیلانی (کراچی)، فیصل حسن نقش بندی کے والد محترم (کراچی)، سید ممتاز احمد برنی (کراچی)، قاری مظہر عباس کی چچی محترمہ (ہری پور)، مولانا عبدالرشید تھنکوئی، مولانا عبدالوحید ربانی (ملتان)، حافظ منظور الہی (کوٹری)، جناب سید قاسم شاہ (پڑوسی مسجد)، جناب محمد ایوب جانی (پشاور)، ابراہیم اسماعیل قادری کی خالہ (جنوبی افریقا)، جناب سردار یاسین ملک کی اہلیہ اور والد (کراچی)، محمد انور اوکاڑوی کی اہلیہ (کراچی)، اہلیہ ظفر یاب علی شاہ (سیال کوٹ)، مولانا عبدالکریم قمرانی (کوٹا)، سید فتح الاعظم کی اہلیہ محترمہ (امریکا)، سید تنویر عالم ملک کی والدہ محترمہ ڈاکٹر زینت (امریکا)، حاجی معراج دین (اوکاڑا)، خطیب ملت کی خالہ محترمہ اہلیہ الحاج شیخ محمد اشرف (لاہور)، مسجد گل زار حبیب کے پڑوسی اکبر شاہ، جعفر کی ہمشیرہ، جاوید پلہبر کی والدہ، کامران کے والد (کراچی)، مشہور قوال جناب مقبول احمد صابری (کراچی)، والدہ محترمہ بیہ صابر شاہ (سری کوٹ)، موسیٰ سلیمان منصور (جنوبی افریقا)، صوفی محمد نذیر (سپاری والا کپاؤنڈ، کراچی)، الحاج شیخ محمد نعیم ٹرسٹی کی سوتیلی ماں (فیصل آباد)، محترم حاجی نذیر صاحب کی اہلیہ محترمہ (کراچی)، حاجی محمد یعقوب رحمانی (کراچی)،

والدہ محترمہ حاجی بے میاں قادری (کراچی)، والدہ محترمہ قاری سید صداقت علی (لاہور)، مولانا محمد افتخار راج (جنوبی افریقا)، والدہ محترمہ حاجی محمد اسلم SHO (کراچی)، پیر سید حبیب الرحمن بخاری (آزاد کشمیر)، مسجد کے پڑوسی جناب افسر خاں قادری (کراچی)، حافظ محمد تقی شہید کے والد محترم محمد رفیع (کراچی)، محترم پروفیسر شاہ فرید الحق (کراچی)، محمد عرفان عطاری کے بھائی (کراچی)، مسجد کے پڑوسی محمد احمد (کراچی)، ممتاز ادیب جناب ڈاکٹر عبدالنعیم عزیز (بریلی شریف)، حضرت صاحب زادہ میاں خلیل احمد شرق پوری (شرق پور شریف)، الحاج میاں شیخ کرم بخش (گوجرا)، الحاج سید مردان شاہ پیر یگار (پیر جوگٹھ)، الحاج پیر علاء الدین چشتی بابا (کراچی)، حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق کی دختر نیک (گوجرا والا)، الحاج محمد ابوبکر پڑوسی برکاتی (کراچی)، محترمہ ڈاکٹر عزیزہ صدیقی (کراچی)، کم سن ارفع کریم رندھاوا (لاہور)، جناب محمد رفیق سلیمان کے سر نعیم لاکھانی اور خوش دامن (کراچی)، محترم پیر زادہ محمد اسلم رضا صدیقی (کراچی)، جناب اشرف سلیمان مینن (کراچی)، حاجی محبوب احمد انصاری (ملتان)، جناب قاری احمد رضا (چشتیان شریف)، امجد سعید فریر کی والدہ محترمہ، صاحب زادہ سید نصیر الدین شاہ ہمدانی (کراچی)، بدر اشرفیت حضرت قبلہ پیر سید محمد مظاہر اشرف اشرفی کے جواس سال فرزند محترم صاحب زادہ پیر سید اوحید الدین اشرف ابجیلانی گڈو میاں (کراچی)، شیخ ملت حضرت الحاج پیر سید اظہار اشرف جیلانی (کچھوچھا شریف)، الحاج محمد حفیظ نیازی کی ہمشیرہ محترمہ (گوجرا والا)، حضرت پیر سید عاشق جیلانی (مدینہ منورہ)، امام عبدالغفور پٹو (جنوبی افریقا)، ڈاکٹر محمد دیدات کے برادر (جنوبی افریقا)، الحاج ملک شاد قادری کے والد محترم شاہ محمد اور سر محترم سردار محمد (فیصل آباد)، جناب فیض اللہ سیالوی، نام وکر کٹر جاوید میاں داد کی والدہ محترمہ (کراچی)، محترم الحاج مرزا احمد ایوب (کراچی)، الحاج شیخ محمد سرور کی خوش دامن محترمہ زیتون رفیق (فیصل آباد)، محترمہ رابعہ مختار کی والدہ محترمہ (جنوبی افریقا)، محترمہ رخسانہ روزی باجی کی خالہ محترمہ اور خواہر سہتی (ملتان)، حضرت مولانا محمد عبداللطیف قادری (گوجرا والا)، انجینئر محمد سلیم اللہ (لاہور)، ملک محمد اعجاز اور ملک محمد مشتاق کی والدہ محترمہ (لاہور)، غازی ملت حضرت مولانا سید محمد ہاشمی میاں کی سمدھن محترمہ (ممبئی)، الحاج غلام محمد اسماعیل منصور کے فرزند محمد عثمان منصور بابو (جنوبی افریقا)، الحاج عظیم حسین کی خالہ محترمہ حمیدہ خاتون (کراچی)، مسجد کے پڑوسی جناب عبدالحفیظ، حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق قادری کی بھابی محترمہ (کراچی)، دربار حضرت سید نادان گنج بخش کے خادم خاص ملک محمد خلیل کے تایا زاد بھائی (لاہور)، علامہ پیر سید محمد فاروق القادری کی والدہ محترمہ (شاہ آباد، رحیم یار خان)، یہ سب نقصائے الہی سے وصال فرما گئے۔

☆ قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف کی تقریبات میں اور ہر جمعہ المبارک کو بھی جامع مسجد گل زار حبیب میں اجتماعی فاتحہ خوانی کا تمام اہل ایمان بالخصوص حضرت خطیب اعظم



رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں اور وابستگان کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔

☆ ہم ایک مرتبہ پھر ان تمام اخبارات و جرائد اور ٹی وی چنے نلے کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر خصوصی مضامین اور عرس مبارک کی تقریبات کی خبریں نمایاں شائع کیں۔ ان تمام حضرات و خواتین کے لیے ہم خیر و برکت کی دعا کرتے ہیں جنہوں نے مساجد، مدارس، مراکز، اداروں، خانقاہوں اور گھروں میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ماں، جی قبلہ رحمۃ اللہ علیہا کو خراج عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے انہیں ایصالِ ثواب کیا۔ اللہ تعالیٰ عز و جل سبھی کا ہدیہ قبول فرمائے اور ہمارے محسن و مربی حضرت خطیب اعظم اور حضرت اماں، جی علیہما الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آمین

مجلس خواتین گل زار حبیب کی نگران اور ان کی معاون خواتین کا ہم خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ وہ سال بھر نہ صرف دینی آگہی اور حصولِ برکات کے لیے محفلیں سجاتی ہیں بلکہ کلامِ الہی، درود شریف اور وظائف کا کثرت سے ورد کر کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر ایصالِ ثواب میں نمایاں حصہ لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بے پناہ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین

☆ اس محلے میں ہم سال بھر میں رونما ہونے والے اہم واقعات اور دینی مسلکی حوالے سے ضروری معاملات پر اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ ہم تک پہنچنے والی تحریروں میں سے بھی کچھ اس محلے میں شامل کی جاتی ہیں۔ ہم سے اس تحریر میں کوئی خطا یا کسی طرح کوئی کوتاہی ہوئی ہو تو اس کے لئے ہم بہت معذرت خواہ ہیں۔ کوئی بات اگر نادرست لکھی گئی ہو تو اس کی معافی چاہتے ہیں۔ اپنی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ہم آپ کی مفید تجاویز اور کامیابی کے لئے آپ سے تعاون اور دعاؤں کے درخواست گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ عز و جل ہم سب پر اپنا فضل و کرم فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم اجمعین۔

### من جانب

صوفی محمد حبیب الرحمن شفیعی	صوفی صوبہ خان قادری	شیخ عتیق الرحمن انجینئر، یو اے ای
محمد لیاقت خان قادری	محمد رضوان قادری، افریقا	شیخ محمد رفیق نقشبندی، اوکاڑا
صوفی غلام قادر قادری	مولانا غلام نورانی نقشبندی	شیخ خلیل احمد، چٹوکی
مرزا محمد ارشد مغل، لاہور	حاجی جاوید معرفانی	محمد عثمان صدیقی، امریکا
انظہر اقبال کامران، سوازی لینڈ	مولانا محمد اکبر نقشبندی	سید اشرف اشرفی، امریکا
حاجی محبوب الرحمن قادری، برطانیہ	مطلب الرحمن زابد	حافظ سعید احمد کی، برطانیہ
شیخ محمد عرفان، برطانیہ	صوفی اقبال احمد، برطانیہ	مولانا شیراز ایم قادری، افریقا
صوفی محمد عرب، یو اے ای	شیخ محمد اشرف، پیر محل	مولانا قاری مظہر عباس، ہری پور
شاہد ایوب قریشی	سید افضال احمد	صوفی میاں احمد، لاہور

حاجی بنے میاں قادری

صوفی ابو محمد قادری

مولانا محمد آصف رمضان

شیخ محمد عمر، راول پنڈی

عبد اللطیف قادری

محمد ابراہیم اسماعیل قادری، افریقا

سید منظور علی شاہ بخاری، امریکا

زمرہ ثقلین

احمد رشید، جنوبی افریقا

سید محمد جنید قادری

محمد عثمان نقشبندی، یو کے

سید نورانی حفیظ قادری

محمد نواز، امریکا

ملک محمد رمضان

شیخ فرید شاہ، بھارت

تنویر احمد خان

حاجی محمد انور (اوکاڑوی)

محمد راشد خان قادری

محمد باہر

محمد عارف قریشی، چائنا

حاجی عظیم حسین

مولانا محمد نسیم

سید ثاقب علی

ہارون رشید، ابٹولی

سید اسحق عادل شاہ

محمد وقاص درانی

شیخ خلیل قادری

محمد حامد قادری

سید محمد ساجد وارثی

مولانا غلام محمد صدیقی، انک

محمد زبیر خان قادری، بھارت

حیدر علی قادری

حمید اللہ قادری

محمد الیاس، ہائی پوائنٹ

حاجی رحیم الدین قریشی

حاجی محمد حسین مین

محمد عثمان قلندری

شیخ خالد رشید نقشبندی

شبیر احمد قادری، ہانسہ

حاجی غلام حسین

غلام رسول قادری

غلام مصطفیٰ رضوی، بھارت

مولانا محمد عرفان قادری

مولانا علاء الدین قادری

محمد اقبال پٹنی، دہلی

محمد زبیر الدین

محمد الطاف قریشی قادری

محمد طفیل بابا

مولانا محمد ناصر

حافظ محمد شفیق نورانی، ملتان

محمد سلیم سنی

محمد پرویز اشرف (امریکا)

عامر خاں درانی

محمد یاسر

شیخ عتیق محمد شرق پور شریف

حافظ محمد اکرم، اوکاڑا

شیخ تنویر احمد، پشتپاں شریف

خواجہ محمد نعیم، سیال کوٹ

ہاشم منصور قادری، جنوبی افریقا

راجا عبدالحمید، آسٹریلیا

تنویر اقبال قادری، امریکا

شیخ منظور احمد قادری، لاہور

شیخ محمد شفیق، لاہور

پیر مقصود احمد سعید، رائے ونڈ

صوفی منظور احمد، وزیر آباد

محمد خلیل مغل، گوجران والا

محمد افتخار حسن قادری، سعودی عرب

محمد نادر خان قادری

شیخ عمر علی، لاہور

ندیم نیاز

محمد عالم عباسی

اصغر علی

حافظ محمد ناصر قادری

محمد نور خان قادری

محمد فرقان خان

حافظ محمد راشد قادری

جنید رضا، بہاول پور

عبد الغفار داؤد

چودھری محمد شفیق مہر

احسن عبدالرحمن

سید اسلام شاہ (امریکہ)

### خادمین و معاونین

مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)

Email : maulanaokarviacademy@yahoo.com



## معروضات

بصارت بھی نعمت ہے اور سماعت بھی، مگر ان دونوں صفات بشری کو کرب میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔

کرب بھی کیسا، جو تسلسل سے جاری و ساری ہے اور کوئی مداوا بھی نہیں ہوتا

انسان اتنا ارزاں اور ذلیل بھی ہو سکتا ہے؟؟

دنیا کس ڈگر پر چل نکلی ہے؟ راہیں کم ہو گئی ہیں یا منزلیں کم ہو گئی ہیں کہتے ہیں اب موت کی بھی خرید و فروخت ہوتی ہے، گویا ایک کاروبار ہو گیا ہے جھوٹ، کرپشن، دہشت، مہنگائی، آبروریزی، جعلی دوائیں ڈینگی، ڈرون..... موت کے اتنے بہت سے روپ اور بے بس اکیلا اشرف المخلوق! جیسے تو بھی کیسے اور کتنا جیے!

یہ وطن تو اب مقتل ہو گیا، وقت کے یزیدوں نے پھر کر بلا بپا کی ہوئی ہے نعرہ حسینی بلند کرنے اور اسوہ بشیری پر عمل سے گریزاں کیوں کر سرخ زود ہو سکتے ہیں اس فقیر حقیر کو کسی طرح کا بھی کوئی دعویٰ نہیں، شرمندگی سی شرمندگی ہے کاش کہ نجات کی کوئی صورت نکل آے اللہ بس باقی ہوں

طالب دعا! کو کب نورانی را احمد (علیہ السلام) شفیع  
(اوکاڑوی غفرلہ)

اپریل ۲۰۱۲ء

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد قمر ازمان اعظمی دنیا سے اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں ان کی رہائی بارہا سامنے آئی کہ پاکستان میں حضرت خطیب اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی مثالی خدمت کی۔ وہ نہ دیتے تو لوگوں تک آواز حق یوں نہ پہنچتی۔ حضرت مفکر اسلام کا شکر یہ کہ انہوں نے اپنی سمیت و عقیدت قلم بند بھی فرمائی۔ الحاح شیخ محمد عرفان نقشبندی کے ذریعہ یہ تحریر ہم تک پہنچی جو بدینہ قارئین ہے۔

## خطیب اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ

ہندوستان سے برطانیہ ہجرت کرنے کے بعد جن شخصیات سے میں بے پایاں متاثر ہوا ان میں حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کی ذات بہت نمایاں ہے۔ ان کی بے مثل خطابت نے جہاں برصغیر پاک و ہند و افریقا وغیرہ کے عوام کو مسلک کے تشخص کے ساتھ ساتھ عشق رسول علیہ التحیۃ والثناء کی دولت فراواں سے نوازا وہیں طبقہ علمائے بھی ان کے خطبات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا۔ ان کی ذات اس اعتبار سے بہت ممتاز تھی کہ انہوں نے امام اہل سنت مجدد وقت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے مسلک اور ان کے عشق رسول علیہ التحیۃ والثناء اور ان کے مشاعر و محسوسات کو کروڑوں مسلمانوں تک پہنچایا اور انہیں عقیدے کی شناخت دی نیز بدعقیدگی اور گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر گامزن فرمایا۔

ان کا انداز خطاب اتنا دل نشین تھا کہ لوگ پوری پوری رات ان کے خطاب سے فیض یاب ہوتے رہتے اور کہیں بھی اکٹھا ہوتے محسوس نہیں کرتے بلکہ ہر لمحہ ان کا ذوق سماعت ”حسین تر ہے خطابت دراز تر فرما“ کا مطالبہ کرتا تھا۔ لوگ کئی کئی سال تک ان کا ایک خطاب سننے کے لیے سراپا انتظار رہتے۔

خطابت کے ساتھ ساتھ علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ ایک صاحب طرز انشاء پرداز اور مصنف بھی تھے۔ ان کی تحریریں بھی ان کی خطابت کی طرح انتہائی علمی مگر انتہائی عام فہم تھیں۔ استدلال کی قوت کے ساتھ اسلوب تحریر اس قدر دل نشین تھا کہ کسی بھی کتاب کا آغاز کرنے والا اختتام تک اس میں ڈوبا رہتا۔ ذکر جمیل، راہ حق، درس توحید، ثواب العبادات اور شام کر بلا وغیرہ اس کی بہترین مثال ہیں۔

علامہ اوکاڑوی صرف ایک خطیب اور مصنف ہی نہیں بلکہ ایک عظیم مجاہد بھی تھے۔ ان کے دور میں اٹھنے والی تمام دینی اور سیاسی تحریکوں میں ان کا کردار ایک قائد اور مجاہد کا کردار تھا۔ سوشلزم کے غلبہ کے ماحول میں صرف دین اور مسلک کے حوالے سے انہوں نے الگیشن میں حصہ لیا اور قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور قومی اسمبلی کے اجلاس میں بھی اسی عالمانہ وقار اور غیرت دینی کے ساتھ جلوہ گر ہوتے جو ان کا طرہ



انتیاز تھا۔ ان کی باوقار شخصیت، پُرکشش چہرہ تاب ناک آنکھیں اور متوازن انداز گفتگو ہر فرد کو متاثر کرتا تھا۔ ان کی تہذبات نے اتنا عظیم کارنامہ انجام دیا کہ بعض وقت بڑی بڑی تنظیمیں بھی انجام نہیں دے سکتیں۔

ان کی بے پایاں مقبولیت اور ان کے ذریعہ غلبہ حق سے خوف زدہ ہو کر بدعقیدہ افراد نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ ان کی گردن اور سر وغیرہ میں شدید زخم آئے۔ مہینوں اسپتال میں رہے لیکن شفاء یاب ہونے کے بعد پھر اسی شدت کے ساتھ احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دینے میں مصروف ہو گئے اور یہ فریضہ وہ زندگی کی آخری سانس تک انجام دیتے رہے، بلاشبہ وہ ”آئین جواں مردان حق گوئی و بے باکی“ کی بہترین مثال تھے۔

علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے خطابت، تصنیف و تالیف، تنظیم و تحریک، تعمیر مساجد و مدارس ہر میدان عمل میں انتہائی نمایاں کارنامے انجام دیے۔ علامہ اوکاڑوی شجاعت و بسالت، جرأت و ہمت، حمیت دینی، حق گوئی و بے باکی کا بہترین نمونہ تھے۔

1952-53ء میں تحریک ختم نبوت میں شرکت اور عزت و ناموس مصطفیٰ کے تحفظ کے جرم میں انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ اس اثناء میں ان کے دونوں صاحب زادوں کا وصال ہو گیا۔ جیل کے حکام نے درخواست کی کہ اگر آپ معافی مانگ لیں (جس کو خفیہ رکھا جائے گا) تو آج ہی آپ کو آزاد کر دیا جائے گا، تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ناموس مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حفاظت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اس تحریک میں حصہ لیا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے بچوں کے وصال کی دردناک خبر سن کر اپنے عقیدے اور مشن کے خلاف معذرت کر لوں۔ پھر ان پر قید و بند کی سختیاں بڑھادی گئیں مگر ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی۔ بہر حال علامہ موصوف ہر اعتبار سے ایک عظیم قائد اور مجاہد تھے جنہوں نے کم و بیش نصف صدی تک امت مسلمہ کی دینی و فکری رہ نمائی کی۔ خدائے وحدہ قدوس جنت الفردوس میں ان کے مقامات کو بلند فرمائے۔ آمین بجاہ حبیب سید المرسلین ﷺ

خاک سار

محمد قمر الزماں خاں اعظمی

سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن

مقیم مانچسٹر۔ انگلینڈ

## حج اکبر کا ثواب

باسمہ تعالیٰ

مجھہ تعالیٰ چار مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی لیکن حج اکبر کی سعادت نصیب نہیں ہوئی، بچپن سے اب تک یہ ضرب المثل بارہائی اور کتابوں میں پڑھا بھی ”دل بدست آور کہ حج اکبر ست“ لیکن اس پر عمل بھی نہ ہوسکا۔ مثلاً عزیز گرامی علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی سلمہ نے کہا کہ خطیب پاکستان حضرت مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر محلہ کے لیے میں بھی کچھ کہوں (میں نے مولانا اوکاڑوی علیہ الرحمہ کو حافظ اس لیے کہا کہ میں نے غزالی دوران حضرت علامہ مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کو دیکھا ہے کہ وہ مولانا اوکاڑوی کو حافظ صاحب کہہ کر مخاطب فرماتے تھے)۔

بریکٹ کے جملہ کے بعد اپنے موضوع کی جانب رجوع کرتے ہوئے فارسی کے ایک اور ضرب المثل سے استفادہ کرتے ہوئے ”مشک آنست کہ خود ہوید نہ کہ عطار گوید“۔ مولانا محمد شفیع صاحب کے متعلق کیا کہوں! موصوف ہمہ صفت موصوف تھے۔ ان کی کون سی خوبی کو ضبط تحریر میں لاؤں اور کون سی خوبی کو بیان نہ کروں؟ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب علیہ الرحمہ سے ملاقات میں ایک خصوصیت یہ رہی کہ موصوف حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اوکاڑوی کے شاگرد و رشید تھے اور مولانا غلام علی صاحب علیہ الرحمہ میرے پیر بھائی، اس نسبت کا خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب بہت لحاظ رکھتے اور اس وضع داری کو نبھاتے رہے اور اب ان کے فرزند ارجمند مولانا کوکب نورانی سلمہ اپنا بے ہوئے ہیں اور پابندی سے والد محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی کے عرس یا یوں کہوں کہ سالانہ فاتحہ کے موقع پر حاضری کو اپنا معمول بنالیا ہے۔

ماضی میں واصل بحق ہونے والوں کا صرف تذکرہ ہوتا تھا لیکن موجودہ دور میں سائنس نے آواز اور شبیہ (کیسیت) ایجاد کر کے کارنامہ انجام دیا ہے۔ آج بھی خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ کی تقریروں کے کیسیت کے ذریعہ مولانا کی تقریریں سنی جاتی ہیں یا مولانا مرحوم کی زندہ یادگار کوکب نورانی کی نورانیت کا رفرمانظر آتی ہے۔

ناظرین گرامی! عزیز می مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی سلمہ کی خواہش کے مطابق یہ چند سطور لکھ دی ہیں مجھے اپنی بیچ مدانی کا اعتراف ہے۔ میری حیثیت تو من آئم کہ من دائم۔ لیکن حج اکبر کا ثواب اگر ان سطور سے حاصل ہو جائے تو سودا مہنگا نہیں۔

(یہ سطور قلم برداشتہ ہیں ورنہ خطیب پاکستان کو خراج عقیدت ان کے شایان شان ہونا چاہیے تھا)

محمد اطہر نعیمی

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی



## خطابت کار خشنده آفتاب

میرا نام سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی ہے، صوبہ پنجاب میں ضلع انک کے گاؤں غور غشتی کا رہنے والا ہوں، میرا تعلق سادات بخاری گھرانے سے ہے۔ ضلع انک پنجاب کے ان ضلعوں میں شامل ہے جو کہ امن و سکون، اتحاد و اتفاق میں اپنی مثال آپ ہے۔ یہ ضلع چار تحصیلوں پر مشتمل ہے جب کہ حضرو ذیلی تحصیل ہے۔ علاقہ چھچھ نے علوم دینیہ کے حوالہ سے کافی شہرت حاصل کی اس میں علماء و مشائخ علاقہ چھچھ کا کافی عمل دخل ہے۔ علاقہ چھچھ جو کہ علمائے دین کا مرکز رہا اور کوئی ایسا گاؤں نہ تھا جس میں ایسا قابل فاضل عالم نہ ہو جس کے سامنے دور دراز علاقوں (کابل، قندھار، ہندوستان، کشمیر) سے طلباء نے حاضر ہو کر زانوئے تلمذ طے نہ کیا ہو۔ مثال کے طور پر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب پیر زئی، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا میاں عبدالحق صاحب غور غشتی، حضرت مولانا قطب الدین صاحب غور غشتی، حضرت مولانا محمد غوث شاہ جلالیہ، فقہی بابا صاحب کامل پور موسیٰ اسی بنا پر مشہور تھا کہ علاقہ چھچھ علم و فضل کے لحاظ سے ہندوستان کا شرف و بخارا ہے۔ ان بزرگوں نے علاقہ چھچھ میں خاصی دل چسپی لی اور متعدد تعمیراتی کام کرائے، دارالعلوم بنائے اور بہت زیادہ مسجدیں بنائیں جن میں زیادہ سے زیادہ اہل سنت و جماعت سنی حنفی (بریلوی) عقیدے کے امام تھے۔ علاقہ چھچھ میں اہل سنت کی بنائی ہوئی 56 مساجد تھیں جب کہ چار یا پانچ مسجدیں اُس دور میں دیوبندی و ہابی عقیدہ رکھنے والوں کی تھیں۔ جب تک اہل سنت کے مذکورہ بالا یہ بزرگ حیات رہے تو اپنی زندگی میں اہل سنت کے علما کو اپنی اپنی مساجد میں تقریروں کے لیے بلواتے رہے جس میں خصوصاً مولانا محمد شریف نوری قصوری صاحب، حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی صاحب اور حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب قابل ذکر ہیں، یہ علما علاقہ چھچھ آ کر الگ الگ مقامات پر تقریریں کر کے عوام کو عقیدہ اہل سنت پر پکارنے کی تلقین کرتے رہتے تھے مگر افسوس کہ جب گاؤں کے یہ بزرگ اور اہل سنت کے پرانے علما فوت ہو گئے تو نئی نسل نے علما اہل سنت کی طرف توجہ نہ دی اور نہ ہی علاقہ چھچھ میں ایسا عالم دین پیدا ہوسکا جو کہ عوام کو عقائد اہل سنت کے حوالے سے رہنمائی کر سکتا اور افسوس کہ اس علاقے میں کام نہ ہونے کی وجہ سے اہل سنت کی 56 بنائی ہوئی مساجد اب ساری کی ساری دیوبندی و ہابی کے قبضے میں ہیں، ان میں سے صرف دو مسجدیں اہل سنت کے پاس ہیں۔ مگر ان پر بھی کیا اعتماد کر سکتے ہیں کہ یہ کب تک رہیں گی۔ اب گاؤں میں موجود حالات میں ان ہی تبلیغی و ہابی دیوبندی کی تعداد زیادہ ہے۔ اب ہر

مسجد میں دیوبندی عقیدے کے امام موجود ہیں اور یہ لوگ گاؤں میں اب ہر محلہ میں مدارس بھی کھول رہے ہیں ان کی اسی یلغار کا نتیجہ ہے کہ گاؤں کے افراد ان کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں اور اپنے بچے ان سے پڑھوا کر اپنے بچوں کے ایمان اور عقیدے برباد کر رہے ہیں۔ ہمارے گاؤں علاقہ چھچھ میں ان تبلیغیوں کی اسی پورش کا نتیجہ تھا کہ میں (سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی) بھی ان کے خوش نماد امن فریب میں آ گیا تھا اور ان کے ساتھ دو سال سات ماہ منسلک رہا تھا اور اپنے گاؤں کی مسجدوں میں تبلیغی نصاب کا درس دیا کرتا تھا، غالباً اس وقت میری عمر 15 سال کی تھی۔ میرا سارا گھرانہ الحمد للہ اہل سنت ہے مگر میں نے ان تبلیغیوں کی خوش نمائندوں سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ زیادہ اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا تھا۔ میرے والد ماجد قبلہ الحمد للہ ایک عالم دین، اسکول ٹیچر، حکیم اور عاشق رسول (ﷺ) انسان ہیں اس وقت میرے والد ماجد بھی مجھے سختی سے ان لوگوں سے دور رہنے کے لیے کہا کرتے اور خفا بھی ہوتے تھے مگر مجھ پر ان کی باتوں اور خفگی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا (العیاذ باللہ) آہستہ آہستہ دن گزرتے رہے، سال ماہ گزرتے رہے۔ میری قسمت کے دن پھرنے کے قریب آنا شروع ہوئے۔ قدرت خدا کی کہ میرے گاؤں غور غشتی کے رہنے والے ایک تبلیغی جماعت کے امیر کے بیٹے محمد زبیر ملک میرے خاص دوست تھے ان کے گھر میں حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کی کیسٹیں تھیں جو شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے موضوع پر تھیں جو وہ ہر سال دس محرم کے دن لگا کر سننا کرتے تھے۔ اتفاقاً یہ اُس نے مجھے بھی سننے کے لیے دیں ان کیسٹوں کو میں گھر لے آیا اور ٹیپ رکارڈر میں لگا کر سب گھر والے بیٹھ کر سننے لگے جب جب ہم یہ شہادت کی کیسٹ سننے رہے سب گھر والوں کا اور خاص طور پر میرا رو کر بُرا حال ہوتا رہا مجھے یاد ہے کہ میں اتنا رویا کہ شاید ہی کبھی زندگی میں پہلے کبھی ایسا رویا ہوں گا۔ یہ زندگی میں میں نے پہلی تقریر کی کیسٹ سنی جس نے مجھے اتنا متاثر کیا اور میری زندگی کو بدل ڈالا اور جب بھی یہ کیسٹ میں سنتا تو میرا رو کر بُرا حال ہو جاتا تھا۔ ایک دن یہی شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کیسٹ میں سن رہا تھا کہ میرے والد ماجد گھر میں آ گئے انہوں نے جب مجھے یہ کیسٹ سننے ہوئے دیکھا تو پوچھنے لگے کہ بیٹا کہاں سے آپ کو یہ کیسٹ ملیں؟ تو ان کو بتایا کہ فلاں ملک صاحب کے صاحب زادے سے ملی ہیں، تو پھر والد صاحب نے مجھے بتایا کہ بیٹا ایسا کرو کہ حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کیسٹیں تلاش کرو اور ان کی تقریریں سنا کرو اور سنو دیکھو میرے کاغذات کے بکس میں بھی تین چار تقریریں مولانا صاحب کی رکھی ہوئی ہیں وہ بھی لے لو لیکن ان کو بہت سنبھال کر رکھنا ضائع نہ ہونے دینا۔ میں خوشی خوشی گیا کاغذات کا بکس کھولا تو اس میں چار کیسٹیں تھیں ایک حضرت سیدنا غوث اعظم کے موضوع پر اور دو واقعہ معراج پر ایک سیرت النبی (ﷺ) کے موضوع پر وہ میں نے لے لیں اور ایک ہی دن میں چاروں کی چاروں سن لیں۔ اب میں نے حضرت کی



کیٹھیں جمعہ کے دن کر بلا والی اور واقعہ معراج والی چائے کے ہولٹوں میں اور مسجدوں میں لگوانا شروع کر دیں۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت کے مسجد کے امام نے مجھے منع کر دیا کہ پھر اس مولانا کی کیسیٹ مسجد میں نہ لگانا۔ اس کے ساتھ میری بہت ٹوٹوئیں نہیں بھی ہو گئی تھی۔ میرے والد صاحب کو پتا چلا تو انہوں نے مجھے سمجھایا کہ بیٹا ان لوگوں سے نکل لینا بے کار ہے کیوں کہ یہ گم راہ لوگ ہیں اسی لیے تو میں تم کو ان کے پاس بیٹھنے سے منع کیا کرتا تھا مگر ٹوٹوئیں سمجھتا تھا بس میں تم کو یہی سمجھانا چاہتا ہوں کہ پہلے پڑھو اور پھر ان کا رد کرنا سیکھو اور یہ جو تم کو تبلیغی جماعت والے بار بار اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ان کو بھی سمجھنا چاہتے ہو تو ایک کتاب جس کا نام تبلیغی جماعت مصنفہ علامہ ارشد القادری (انڈیا) ہے اس کو پڑھو تو ان کے مکرو فریب سے بچ رہو گے۔ یہ کتاب والد صاحب کی بہت بڑی لائب ریری میں موجود تھی نکال کر پڑھی تو بہت ہی عجیب و غریب لگی اس کتاب تبلیغی جماعت میں دیوبندی مولویوں اور تبلیغی جماعت کی کتابوں کے عجیب و غریب حوالے پڑھنے کو ملے اس کتاب کو پڑھ کر میں عجیب شش و پنج میں پڑ گیا سمجھ نہیں آتی تھی کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟ خیر میں نے سوچا کہ کیوں نہ ان تمام کتابوں کو اکٹھا کیا جائے اور دیکھا جائے پھر میں نے الگ الگ مقامات سے یہ دیوبندیوں کی اصل کتابوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور دیکھا تو خدا کی قسم وہ ساری کی ساری عبارتیں من و عن دیوبندیوں تبلیغیوں کی کتابوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخوں کی موجود تھیں تو وہ دن اور آج کا دن ہے، الحمد للہ، دیوبندیوں تبلیغیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے میں نے کچی تو بے کر اور صحیح العقیدہ سنی حنفی (بریلوی) بن گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ساری والد ماجد کی دعا تھی اور حضرت علامہ مولانا قبلہ حضور محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ ان کے بیان شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ والی تقریر سنی تو میری زندگی سے وہابیت اور گم راہی نکل گئی اور حضرت کی آواز مبارک نے مجھے اتنا متاثر کیا کہ میں نے حضرت کی مزید تقریروں کی کیسیٹوں کو ادھر ادھر دکانوں سے خریدنا شروع کیا۔ الحمد للہ آج اگر میں صحیح طور پر سنی اور صحیح مسلمان ہوں تو خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں وہ صرف اور صرف حضرت قبلہ اوکاڑوی صاحب کو سن کر اور حضرت قبلہ حضور کی کتابیں پڑھ کر ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ آج میرے پاس حضرت کی تمام آڈیو اور ڈیو تقریریں اور کتابیں موجود ہیں۔ میں حضرت کو اپنی زندگی میں دیکھ تو نہیں سکا مگر ان کی فرمائی ہوئی تمام تقریریں آڈیو کیسیٹوں کی صورت میں سن کر اپنا ایمان اور عقیدہ مضبوط کر چکا ہوں اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج میں مسلک حق اہل سنت پر قائم ہوں اور بد عقیدگی و گم راہی سے بچا ہوا ہوں تو اللہ و رسول کی مہربانی کے بعد حضرت قبلہ حضور محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجھ پہ خصوصی رحمت اور نظر کرم ہے کہ جن کے خطاب کو سن کر اور کتابوں کو پڑھ کر آج میں عشق رسول ﷺ سے سرشار ہوں۔

قارئین کرام! مجھے تو حضرت صاحب سے بے انتہا محبت ہے ہی مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کی بھی مجھ پر بہت شفقت و عنایت ہے۔ قصہ کچھ یوں ہے کہ میں اپنے دل میں یہ بہت شدت سے محسوس کیا کرتا تھا کہ یا رب یہ سنا ہے کہ جس ولی کے ساتھ آدمی کو محبت ہوتی ہے وہ اپنی دید بھی اس انسان کو کراتا ہے۔ ایک خلش سی تھی، اس کو میں بہت عرصہ تک سوچتا رہتا تھا آخر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اور حضور پاک ﷺ کی کرم نوازی سے حضرت نے مجھے 1994ء میں اپنا دیدار عطا فرمایا۔ وہ خواب کچھ اس طرح تھا کہ ایک بہت بڑی خوب صورت مسجد ہے اور اس مسجد میں حضرت بیان کر رہے ہیں جس کا عنوان تھا ادب مصطفیٰ (ﷺ) اور اس پروگرام میں ہزاروں لوگ بڑے ادب اور خاموشی سے حضرت کو سن رہے تھے اور اسی اجتماع میں یہ گناہ گار بھی موجود تھا۔ آنکھ کھلی تو دل میں خوشی کی موجیں تھیں تو صبح اٹھا خواب کے مناظر آنکھوں میں تھے الحمد للہ وہ 1994ء کا سال اور اب 2012ء کا سال کہ خواب میں دیکھا ہوا حضرت کا نورانی چہرہ ابھی تک دل و دماغ میں پھول کی خوشبو کی طرح رچا بسا ہے۔

یہ مختصر حالات تھے جو میں نے تحریر کیے ہیں میرے والد ماجد فرمایا کرتے ہیں کہ اہل سنت میں اور بھی بہت سے علما گزرے ہیں اور موجود ہیں مگر جیسے حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے ان جیسی خوبیاں آج تک کسی میں نہیں ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب حضرت علامہ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علاقے برہ زئی شریف میں آئے تھے تو اس وقت میں تقریباً سات سال کا تھا میں تو اس پروگرام میں نا کجی کی بنا پر نہ جاسکا مگر ہمارے گاؤں غور غشتی اور مزید ادھر ادھر کے علاقوں سے ہزاروں لوگ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے اور سننے برہ زئی شریف آئے ہوئے تھے۔ وہ سال غالباً 1982ء کا تھا اور حضرت کی تقریر کا موضوع تعظیم مصطفیٰ (ﷺ) تھا۔ طبعیت نا ساز ہونے کے باوجود حضرت نے تین گھنٹے خطاب فرمایا تھا اور برہ زئی شریف دیہات ہونے کے باوجود ہزاروں لوگ آخر تک حضرت کو سننے کے لیے بیٹھے رہے تھے۔ ہمارے گاؤں کے بڑے بوڑھے لوگوں کا کہنا تھا جو حضرت قبلہ مولانا کی تقریر کے دوران موجود تھے کہ حضرت کی تقریر کے دوران لوگوں کا ہجوم جو ہم نے دیکھا ہے وہ زندگی میں شاید ہی ایسا کہیں ہم نے دیکھا ہو۔ اور تقریر ایسی کہ ہمیں مدتوں یاد رہے گی۔ اسی طرح ہمارے گاؤں کے ایک اور شخص عبدالقادر صاحب کتاب فروش (قمر بک ڈپو کے مالک) کا بیان ہے کہ جب ہم کراچی میں ہوا کرتے تھے تو ہم بہت شوق سے حضرت کے پروگرام سننے ضرور جایا کرتے تھے۔ اس آدمی کا بیان ہے کہ حضرت میں ایک خاص بات یہ تھی کہ ساری رات بھی بیان ہوتا رہے تو سننے والوں کو نہ تھکاؤٹ ہوگی نہ بور ہوں گے اور نہ ہی حضرت بیان کرتے ہوئے تھکاؤٹ محسوس کریں گے۔ یہ ان کی ایک خاص کرامت تھی اور اللہ تعالیٰ کا آپ رحمۃ اللہ علیہ پر خاص الخاص کرم رہتا تھا۔ اسی طرح ہمارے یہاں امریکا کا تھ کیرو لانا میں رہنے والے کراچی کے لوگوں



کا بیان ہے کہ ہماری ساری زندگی جو جہوم ہم نے حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے پروگراموں میں لاکھوں انسانوں کا دیکھا، آج دن تک ایسا جہوم ہم نہیں دیکھ سکے بس وہ ایک ایسی شخصیت تھی کہ جس کو آواز بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی کشش والی دی تھی اور ان کی تقریر بھی ایسی پُر تاثیر تھی کہ سننے والے کے دل میں نقش ہو جاتی تھی، سامعین بہت اثر لے کر جاتے تھے اور وہ اثر ان کا یہاں امریکا جیسے ملک میں بھی آ کر بہت عرصہ گزرنے کے باوجود نہیں اُتر سکا۔ کہنے والے بھی کیا خوب کہتے ہیں کہ اس فانی دنیا میں روزانہ ہزاروں انسان پیدا ہوتے ہیں اور ہزاروں اس دنیا سے گزر جاتے ہیں ان کے گزر جانے کے بعد لوگ انہیں بھلا دیتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے ایسے کارنامے انجام دیتے ہیں کہ لوگ ان کے گزرنے کے بعد بھی انہیں یاد رکھتے ہیں۔ ان کی یادیں عرصہ دراز تک لوگوں کے دلوں میں قائم رہتی ہیں اور تاریخ ان کے عظیم کارناموں کی وجہ سے انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتی، ایسی ہی عظیم شخصیتوں میں ایک ناقابل فراموش شخصیت حضرت علامہ مولانا قبلہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خطیب بھی ایسے کہ جن پر خطابت ناز کرتی ہے۔ انداز بیان حضرت کا اس قدر دل کش اور دل نشین ہوتا تھا کہ مخالف سننے سے گھبراتے تھے اور خصوصاً وہابی دیوبندیوں نے اپنے شاگردوں کو یہ سمجھایا ہوا تھا کہ بریلوی جس عالم کو چاہو سونو ہمیں پروا نہیں مگر اہل سنت کے حضرت علامہ مولانا قبلہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر نہیں سنتا کیوں کہ ان کا بیان حق اثر کیے بغیر نہیں رہتا۔ وہ لوگ اپنے شاگردوں کو آج بھی حضرت کی تقریریں سننے سے منع کرتے ہیں کہ کہیں حضرت علامہ اوکاڑوی کی تقریروں میں دیئے ہوئے دیوبندیوں، وہابیوں، تلمیذوں کے حوالے ہمارے گم راہ شاگردوں کو اصل حقیقت کا راستہ نہ دکھادیں اور وہ دیوبندی وہابی مسلک نہ چھوڑ دیں۔

حضرت قبلہ علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خطابت کا آفتاب تھے۔ خطیب اعظم پاکستان کا لفظ ان پر صادق تھا۔ ملک کا کون سا شہر یا کوچہ ایسا ہے جہاں انہوں نے مسلک حق اہل سنت و جماعت اور پیارے آقا حضور ﷺ کا پیغام حق نہ پہنچایا ہو۔ آپ آسمان خطابت کے رخشندہ آفتاب تھے۔ آفتاب بھی ایسے کہ جس کے دنیا سے چھپ جانے کے بعد بھی اس کی کرنیں سمتوں میں روشنی کر رہی ہیں۔ ایسا آفتاب شاید ہی دوبارہ ظاہر ہو سکے یا کوئی ماں حضرت جیسا عالم پیدا کر سکے۔ حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی جیسا دنیا میں ایک ہی شخص اس صدی میں پیدا ہوا تھا اور آگے شاید ہی کوئی ماں آپ جیسا عالم جن سکے۔

حضرت کی شان بھی کیا خوب کہ آج اس دنیا میں ان کا وجود تو نہیں ہے لیکن جنہوں نے سنایا دیکھا تو ان کے دل یہ ماننے کے لیے قطعاً تیار نہیں ہیں کہ حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اس دنیا سے پردہ لے گئے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ سبب 1982ء میں حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی ہمارے گاؤں برہ زئی شریف میں آئے تھے تو ارد گرد علاقوں کے تمام چھوٹے بڑے علما بھی آپ کو سننے اور دیکھنے کے لیے گئے تھے ان ہی علماے کرام میں علامہ جچھ گاؤں غور غشتی کے عظیم مفتی میاں عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بہت زیادہ کم زوری اور زیادہ عمر کے باوجود جلسہ میں تشریف لے گئے تھے۔ ان کی اولاد نے حضرت استاد میاں عبدالحق صاحب کو بہت ہی منع کیا تھا کہ آپ نہ جائیں کیوں کہ آپ بیمار ہیں مگر حضرت میاں صاحب نے اپنی اولاد کو فرمایا تھا کہ ابھی تو میں اٹھ بیٹھ سکتا ہوں اگر میں اس سے بھی زیادہ لاچار ہوتا تو بھی تمہیں کہتا کہ میں وہاں جاؤں گا اور ان کی تقریریں سنوں گا۔ بالآخر اولاد نے ان کو مجبوراً اجازت دے دی۔ حضرت میاں صاحب برہ زئی شریف نے جلسہ گاہ میں جا کر حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تقریر کو دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر سنا اور فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اہل سنت کو اگر اور زیادہ علما نہ بھی دے تو اس کی مرضی۔ مگر اللہ تعالیٰ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کو بہت دیر تک زندہ رکھے تو یہ تمام علما اہل سنت سے زیادہ اس دنیا میں کام کر سکتے ہیں اور الحمد للہ مجھے اہل سنت میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی پر فخر ہے اور جس مکتبہ فکر میں مولانا اوکاڑوی جیسے علما ہوں وہ مسلک کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ حضرت میاں عبدالحق غور غشتی کے الفاظ تھے جو کہ خود بھی بہت بڑے عالم فاضل اور استاد الا سنا تھے۔ آپ نے ایک سو سولہ (116) سال کے ہو کر اس دنیا سے پردہ کیا۔ ”کتابی سلسلہ الخطیب“ کے قارئین کرام کو حضرت میاں عبدالحق صاحب کے حالات زندگی زیادہ جاننے کی ضرورت ہو تو وہ جہان رضا لاہور شمارہ 178 دسمبر 2010ء صفحہ 37 کو ملاحظہ فرمائیں۔

اسی طرح ایک دوسرے عالم پاکستان کے علاقہ گوجر خان کے رہنے والے آج کے موجودہ دور کے بہت خوب صورت اور دل نشین انداز میں تقریر کرنے والے حضرت علامہ مولانا قاری ظہور احمد چشتی صاحب یہاں امریکا آئے تو ہاتوں ہاتوں میں حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر آ گیا تو قاری صاحب فرمانے لگے کہ شاہ صاحب جب حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے تو جب جلسہ میں کوئی پروگرام ہو رہا ہوتا تھا تو جہوم برقرار رکھنے کے لیے تمام علما کی تقریر کے بعد حضرت کی تقریر ہوتی تھی۔ دیکھنے والے دیکھتے تھے اور سننے والے سنتے تھے کہ تمام تقریروں کے بعد حضرت کی وہ واحد تقریر ہوتی تھی جو کہ دل نشین بھی ہوتی تھی اور دل پر اثر کرنے والی بھی۔ اسی طرح انہوں نے ایک دوسری بات کہی اگر حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کراچی میں نہ آتے تو یقیناً جانے کہ پورا کراچی دیوبندی وہابیوں کے قبضے میں ہوتا۔ کراچی میں رہنے والے یا کام کرنے والے علماے اہل سنت حضرت قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا احسان مانیں کہ وہ آج دنیا میں نہیں ہیں مگر کراچی میں اہل سنت کے لیے راہ ہم ڈار کرنے







## مشاہدات و تاثرات

اللہ تعالیٰ کے لیے سب تعریفیں ہیں جو کائنات کے ذرے ذرے، قطرے قطرے اور پتے پتے کا رب ہے۔ لاکھوں کروڑوں دُرود و سلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر جو کائنات کی ہر چیز کے لیے رسولِ برحق بن کر تشریف لائے۔ حمد و صلوة کے بعد اللہ رب العزت جل جلالہ نے اس کائنات میں انسانوں اور جنوں کی ہدایت کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا اور نبوت کا باب اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات پر بند فرمادیا۔ آپ کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کی تبلیغ کے ذریعے اس کائنات میں رشد و ہدایت کا پیغام عام کرنے کے لیے یہ فریضہ اولیائے کرام و علمائے ربانی کے سپرد فرمایا۔ صحابہ کرام (جو کہ ولایت کے اعلیٰ درجے پر فائزین) سے لے کر آج تک اور آج سے قیامت تک یہ فریضہ اولیائے کرام علمائے ربانی انجام دیتے رہیں گے۔ ہر دور میں جب بھی فتنوں نے سر اٹھایا تو اس کے قلع قمع کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مقبول بندے کو اس دنیا میں بھیجا۔ گزشتہ صدی میں جب طرح طرح کے فتنے ابھر کر سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو پیدا فرمایا۔ آپ نے تمام بدعات کو مٹانے اور ہر فتنہ چکڑا لوی، دیوبندی، وہابی، مرزائی، رافضی اور خارجی جیسے فرقوں کا ردِ تبلیغ فرمایا اور مردہ سنتوں کو زندہ فرمایا۔

انہی علمائے ربانی میں سے ایک علمی اور روحانی شخصیت خطیب اعظم پاکستان، مجدد و مسلک اہل سنت، غازی ملت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بھی ہے۔ آپ نے پاکستان کے کونے کونے اور دنیا کے اطراف میں جگہ جگہ تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطابت میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ علمی خطابات سے عوام و خواص سب ہی مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔ آپ کے خطاب کی مجلس میں اول سے آخر تک ایک عجیب کیفیت ہوتا تھا۔ سامعین اتنا طویل خطاب سنتے ہوئے تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے تھے بلکہ کیفیت یہ ہوتی تھی کہ علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ ساری رات خطاب فرماتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو بے شمار خوبیوں

کرتا ہوں۔

☆ محبت: آپ کا اخلاق اتنا بلند تھا جو بھی ان سے ملتا تھا ہر ایک یہی محسوس کرتا تھا کہ حضرت علامہ صاحب مجھ سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ مجھے حضرت خلیفہ صوفی علی حسن صاحب (خلیفہ مجاز دربار عالیہ موہڑا شریف) کا لاپل جامع مسجد نظیریہ کے بانی کی معیت میں کئی بار اور خود بھی کئی بار خطیب پاکستان کے دولت خانے پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ قبلہ خلیفہ صاحب سے اور مجھ ناچیز سے بہت محبت اور شفقت فرماتے اور دعاؤں سے بھی نوازتے۔ یاد رہے کہ آج کل نظیریہ جامع مسجد کی خطیب اعظم پاکستان علامہ اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تحت جگر، نورِ نظر، حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب مدظلہ العالی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ مسجد نظیریہ ٹرسٹ کے چیئرمین و سرپرست اعلیٰ ہیں۔ جامع مسجد نظیریہ کا جامع مسجد گل زاہبیب سے الحاق ہے۔ آپ مسجد کی مالی اعانت بھی فرماتے ہیں۔ خطیب اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے ان کے شہزادے بھی ہم سب پر شفقت فرماتے ہیں۔

☆ علامہ اوکاڑوی کے علمی کمالات: آپ کے جلسے میں مخالفین بھی مشکل سے مشکل سوال کرتے تھے جیسے آپ کے پاس سوالوں کا پرچہ آتا آپ قرآن وحدیث سے برجستہ ایسا مدلل جواب دیتے تھے۔ کچھ یوں محسوس ہوتا جیسا کہ آپ کو پہلے سے معلوم تھا کہ اس قسم کے پے چیدہ سوالات ہوں گے اور آپ تیاری فرما کر جلسے میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے نہیں دیکھا کہ جواب دینے میں تسلسل ٹوٹا ہو۔ اکثر ہم جیسے طالب علم بہت استفادہ کرتے کئی اختلافی مسائل کے جواب حضرت سے سن کر آج تک ہمارے دل و دماغ میں نقش ہیں۔

☆ آپ کی دلیرانہ جرأت: آپ بہت دلیر اور بڑے تھے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ کسی مخالف اور دشمن سے نہیں ڈرتے تھے۔ عشقِ رسول مقبول ﷺ میں سرشار ہو کر دشمنوں کے زرنے میں حق بیان فرماتے تھے اور یہ خوف نہیں ہوتا تھا کہ کوئی مخالف دشمن آپ کو نقصان پہنچا دے گا۔ اس کی ایک مثال آپ کے سامنے میں بیان کرتا ہوں کہ کھارادر کاغذی بازار میں ایک سال، محرم الحرام کے جلسے میں شہادت کا بیان فرما رہے تھے کہ آپ کا خطاب سننے والے ہزاروں تھے، لوگ دُور دُور سے بھی آئے تھے اور حدنگاہ تک سننے والوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ بلڈنگوں، مکانوں کی چھتوں پر بھی لوگ بیٹھ کر آپ کا خطاب سنتے تھے۔ اچانک جلسے میں بھگ دڑ مچ گئی۔ لوگ جلسہ گاہ سے اس طرح بھاگ اٹھے جیسے کسی دشمن نے حملہ کر دیا ہو۔ دیکھتے ہی دیکھتے پنڈال (جلسہ گاہ) خالی ہو گیا۔ کیفیت یہ تھی کہ لوگ اپنا ضرورت کا سامان بھی ساتھ لے جانا بھول گئے۔ اتنا ہی پردے میں خواتین کا اجتماع ہوتا تھا جو کہ



ذکر شہادت سننے کے لیے شریک جلسہ ہوتی تھیں۔ خواتین بھی اپنے برقعے، دوپٹے، چادریں لینا بھول گئیں اور ڈر کے مارے بھاگ گئیں۔ دُور دُور لاڈلاؤ اسٹیکر لگے ہوتے تھے۔ آپ کی آواز بہت دُور تک سنائی دیتی تھی۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک مکان کی چھت پر بیٹھا آدمی اچانک نیچے گر پڑا اور جب وہاں لوگ اٹھ کھڑے ہوئے تو سارے جلے کے لوگ اٹھ کر بھاگ گئے جب کہ علامہ اذکار ذی رحمۃ اللہ علیہ بدستور اسٹیج پر اپنی کرسی پر بیٹھے رہے اور بار بار اعلان فرما رہے تھے کہ لوگو بھاگنے کی ضرورت نہیں دشمن اگر وار کرے گا تو سب سے پہلے مجھ پر وار کرے گا۔ دشمن اگر ہے تو میری جان کا دشمن ہے۔ آپ پنڈال میں بیٹھے رہیں مگر حقیقت حال معلوم ہوئی تو آپ نے پھر اعلان فرمایا کہ کوئی ایسی بات نہیں آپ اس جلسہ گاہ میں تشریف لائیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد پنڈال لوگوں سے پھر بھر گیا تو آپ نے سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر آپ ہی فتح کریں گے۔ آپ اتنے بہادر اور دلیر تھے کہ آپ اسٹیج چھوڑ کر نہیں گئے بلکہ بار بار لوگوں کو اسٹیکر پر اعلان فرماتے رہے کہ آپ پنڈال نہ چھوڑیں۔

☆ آپ کی یادداشت : اگر کسی نے آپ سے زندگی میں ایک بار ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے تو پھر کتنا ہی لمبا عرصہ گزر جاتا پھر کبھی ملاقات کہیں بھی ہوتی تو آپ اس کو پہچان لیتے کہ فلاں جگہ آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے اس وقت غالباً علامہ اذکار ذی رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد نور میں نماز جمعہ پڑھاتے تھے اور یہ بھی سنتے چلیں کہ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی صاحب اذکار ذی خطیب ملت اور آپ کے چھوٹے بھائی برادر مكرم جناب ڈاکٹر محمد سبحانی کو خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھ جامع مسجد نور جمعہ کے دن لے جاتے تھے۔ جب نماز جمعہ کی جماعت کھڑی ہوتی تو خطیب پاکستان اپنے دونوں شہزادوں کو مسجد کی کھڑکی میں جو گنجائش ہوتی تھی اس میں کھڑا کر دیتے تھے۔ تیسرے شہزادے جناب حامد ربانی ان دنوں بہت کم سن تھے۔ بہر کیف کہنا یہ چاہتا ہوں کہ میرے بھائی صوفی رمضان صاحب نقشبندی اور راقم الحروف (محمد شریف نقشبندی) ہم دونوں اپنے پیرومرشد اعلیٰ حضرت ولی نعمت، غوثِ زمان، قطبِ دوراں شیر شاہ غازی الحاج پیر ہارون الرشید صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیارت و ملاقات دربار عالیہ شریف تحصیل کوہ مری راول پنڈی گئے ہوئے تھے اور سالانہ عرس مبارک بھی تھا۔ شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ہمیں اجازت دیر سے ملی۔ آتے آتے دیر ہو گئی۔ ہمارا آبائی گاؤں میرپور آزاد کشمیر تھا۔ رات گیارہ بجے پنجاب ضلع جہلم دینا میں پہنچے۔ بہت پریشان تھے کہ اب کوئی رات کو جانے والی گاڑی نہیں ہے، کیا کریں۔ اتنے میں ہم دونوں نے مشورہ کیا کہ پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر نماز عشاء پڑھتے ہیں اس کے بعد دیکھیں گے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بہتر فرماے گا اور ہمارے کریم مرشد کی برکت سے کوئی بہتر بندوبست ہو جائے گا۔ چنانچہ ہم نے پہلے کھانا کھایا، ساتھ ہی بازار گنجان آبادی دینا

میں ایک بڑی جامع مسجد ہے اس مسجد میں مقرر دل پذیر مفتی نکتہ داں حضرت علامہ مفتی عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے جب ہم نماز پڑھنے کے لیے دینا کی جامع مسجد میں گئے، کیا دیکھا خطیب پاکستان مجاہد ملت حضرت علامہ اذکار ذی رحمۃ اللہ علیہ خطاب فرما رہے تھے ہم بھی وضو کر کے نماز عشاء پڑھ کر خطاب سننے بیٹھ گئے اور ہم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ علامہ اذکار ذی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو دو ہائی بجے تک خطاب فرمائیں گے۔ جون کا مہینا تھا، گرمیوں میں پنجاب میں چار بجے ویسے بھی صبح طلوع ہو جاتی ہے۔ امید بندھ گئی کہ اب وعظ کے بعد بقیہ رات مسجد میں گزاریں گے۔ صبح جب طلوع ہوگی تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گاؤں کو روانہ ہو جائیں گے۔ گاڑی آسانی سے مل جائے گی۔ خطاب کے اختتام پر مسجد کی انتظامیہ نے مدرسہ (دارالعلوم) کے مالی تعاون کے لیے خطیب پاکستان سے چندہ کی اپیل کی درخواست کی۔ جب خطیب پاکستان نے اپنے مخصوص انداز میں چندہ کی اپیل شرکاء جلسہ سے کی تو لوگ جوق در جوق چندہ دینا شروع ہو گئے۔ اتنے میں مجھے خوشی ہوئی کہ خطیب پاکستان سے میری ملاقات آسانی سے ہو جائے گی۔ حسبِ توفیق چندہ دینے کے لیے اسٹیج پر پہنچا اور خطیب پاکستان سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا تو خطیب پاکستان نے جلسہ عام میں اعلان فرمایا کہ کراچی سے (مولانا) محمد شریف صاحب آپ کو چندہ دینے کے لیے آئے ہیں اور مسکرا بھی رہے تھے۔ آپ کی مسکراہٹ اور آپ کی ملاقات سے جو مجھے خوشی اس وقت ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ الغرض آپ کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ میں رہتا تو کراچی میں تھا مگر دینا میں ایک اجنبی جگہ پر انہوں نے مجھے پہچان لیا جب کہ اس وقت آپ سے ملاقات اتنی زیادہ دُشمنی۔ بس علامہ اذکار ذی رحمۃ اللہ علیہ کا پُر تاثیر، شیریں خطاب آپ کا بیٹھا بیٹھا لہجہ دل کو ایمان کی تازگی بخشنے والا انداز جامع مسجد نور میں کھینچ کر لے جاتا تھا۔

☆ یار لوگوں کی امیدیں : خطیب اہل سنت، واعظ خوش بیاں حضرت مولانا شبیر احمد اظہری شجاع آبادی مدظلہ العالی جو عرصہ دراز سے جناح مسجد برنس روڈ میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان سے بھی دوستانہ تعلقات ہیں اگر ملاقات میں زیادہ عرصہ گزر جائے تو فرماتے ہیں (مولانا) کیا بہت لمبے مراقبے میں چلے گئے تھے؟ بہر حال عرض کرنا چاہتا ہوں کہ علامہ شبیر احمد اظہری شجاع آبادی نے ایک دفعہ جناح مسجد میں ملاقات کے دوران فرمایا کہ جب حضرت علامہ اذکار ذی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو ہم سمجھتے تھے کہ اذکار ذی صاحب کی جگہ اب ہمیں لوگ وعظ کے لیے بلایا کریں گے مگر جب سے علامہ اذکار ذی صاحب کا انتقال ہوا ہمیں وعظ کے لیے پوچھتا بھی کوئی نہیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اذکار ذی صاحب کے ساتھ ہم بھی مر گئے ہیں اور یہ تقریروں کی رونقیں سب اذکار ذی صاحب علیہ الرحمہ کے ساتھ تھیں جو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔



☆ حق و صداقت کی بات : حضرت علامہ خطیب پاکستان ایک اپنے خطاب میں فرما رہے تھے اور میرے آقائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں، تمہیں چیلنج کرتا ہوں، تم جب مرو گے اور میرا بھی انتقال ہوگا، تمہاری قبر بھی کھول کر جلے والو دیکھ لینا اور میری قبر بھی مٹی مٹا کر دیکھ لینا خود ہی پتا چل جائے گا کہ کس کا مسلک حق پر ہے، کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے؟ میں یہ کہتا ہوں کہ علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ کا وصال باکمال ہوا وہ منظر جنہوں نے نماز جنازہ میں اور آپ کا جنازہ اٹھانے والوں نے دیکھا وہ میں کہاں بیان کر سکتا ہوں سب کو معلوم ہے مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ وہ ساری زندگی تاج دار مدینہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی شان بیان فرماتے رہے، دُرود و سلام اپنے آپ کا پر پڑھتے رہے اس آقا علیہ السلام نے اتنا کرم فرمایا کہ حضرت علامہ اوکاڑوی کے آخری سفر کی شان اور آپ کو لحد میں جب اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دُرود و سلام کی گونج میں سُرِ دُخاک کیا گیا اور آج تک آپ کی تربت مبارک پر پھول نچھاور کیے جاتے ہیں قرآن خوانی اور دُرود و سلام سے زائرین و حاضرین آپ کے چاہنے والے آپ سے محبت کرنے والے زندگی میں آپ کے خطاب سے مستفیض ہونے والے، آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پہ لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، آمین

☆ اپنے وعدے اور قول کے سچے : خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں ایک خاص خوبی تھی بہت سے اوصاف کے مالک و حامل تھے۔ لوگ آپ کے خطاب کے لیے تاریخ لینے آتے تھے تو دو دو مہینے بلکہ اس سے زیادہ عرصہ تک تاریخ نہیں ملتی تھی اور جب کسی کو تاریخ دے دیتے تھے تو آندھی ہو، جھکڑ ہو، بارش ہو، سردی ہو، گرمی ہو، دور ہو یا نزدیک، دیہات ہو یا شہر آپ اپنے وعدے کے مطابق اس تاریخ پر وقت پر وہاں ضرور حسب وعدہ خطاب فرمانے پہنچتے تھے۔ درمیان میں اگر کوئی مل مالک، کوئی بنگلہ والا، مال دار آسانی بھی آپ کے پاس آ جاتی کہ یہ تاریخ ہمیں دے دیں۔ ہماری مجبوری ہے، ہمارے محلے میں مخالف لوگ رہتے ہیں اور وہاں آپ کا خطاب بہت ضروری ہے، مہربانی فرما کر فلاں کی تاریخ کینسل کر دیں اور وہ تاریخ ہمیں دے دیں تو آپ برجستہ فرماتے کہ میں یہ تاریخ نہیں دے سکتا۔ یہ تاریخ وعظ کے لیے فلاں کو دے رکھی ہے اگر آپ کی مجبوری ہے، مخالفین کے جواب میں خطاب کرنا ہے تو میں حاضر ہوں مگر فلاں جگہ جہاں میں نے تاریخ وعظ کے لیے دے رکھی ہے وہاں میرا خطاب اتنے بجے ختم ہوگا وہاں سواری کا انتظام کر کے آجائے گا اور پھر آپ کے ہاں خطاب کرنے حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ نے ایسا کبھی نہ کیا کہ ایک غریب بستی میں تاریخ دے رکھی ہے اور وہ کسی امیر آدمی کو دے دیں خواہ زیادہ پذیرائی کا امکان ہو۔ وعدے کی پابندی کا حضرت نے ہمیشہ خیال رکھا۔

☆ عالم دین و ولی کامل : مجھے اپنے دوست کے ذریعے معلوم ہوا کہ مدینۃ الاولیاء ملتان شریف

میں مدرسہ انوار العلوم کا سالانہ جلسہ تھا۔ جسے میں جس وسن کریم کے نام و رسم کرام و مساعدا کرام میں تھے وہاں خطیب اعظم پاکستان علامہ اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک جلسہ تھے۔ علماء کرام کے خطابات یکے بعد دیگرے ہو رہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہو گئی اور بارش کی وجہ سے لوگ جلسہ گاہ سے اٹھ کر جانے لگے جو اسٹیج سیکرٹری تھے وہ فوراً حضرت غزالی زماں، رازی دوراں، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جلسے کی صورت حال سے آگاہ کیا کہ حضور والا شان بارش کی وجہ سے لوگ اٹھ کر جا رہے ہیں اور پنڈال خالی ہو رہا ہے کیا کیا جائے؟ روشن ضمیر قبلہ علامہ کاظمی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا الحافظ محمد شفیع اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فوراً تقریر کرنے اسٹیج پر بٹھادیا جائے۔ علامہ اوکاڑوی جب اسٹیج پر تشریف فرما ہوئے تھے تو بیٹھتے ہی پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا فرمائی کہ مالک و مولیٰ، یا رب العالمین اس جلسے میں لوگ تیرے اور تیرے پیارے حبیب (ﷺ) کے ذکر کے لیے جمع ہوئے ہیں، اے اللہ بارش بند فرما دے اور پھر تقریر کے لیے خطبہ شروع کیا ابھی خطبہ ختم نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش برسا بند ہو گئی۔ حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے تو ہم یہ سمجھتے تھے کہ حضرت علامہ اوکاڑوی صاحب عالم دین ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ علامہ اوکاڑوی عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ولی کامل بھی ہیں۔

☆ علمائے کرام کے نزدیک قدر و منزلت : غالباً سن انیس سو ستر یا اکہتر (1970-71ء) کی بات ہے کہ جب جماعت اہل سنت اور جمعیت علماء پاکستان کا ایک عظیم الشان جلسہ (سنی کانفرنس) نشتر پارک میں ہوا۔ انکیشن مہم کے دوران یہ جلسہ منعقد ہوا۔ خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ جماعت اہل سنت کے صدر، ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا سعادت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جب سیاسی جماعت جو جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، جنرل سیکرٹری مجاہد اہل سنت حضرت علامہ مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، ناظم نشر و اشاعت جناب محترم المقام ظہور الحسن بھوپالی شہید تھے۔ اس کانفرنس میں پورے ملک کے علمائے کرام اسٹیج پر موجود تھے۔ علمائے کرام خطابات کے بعد اعلان کیا گیا جہاں اسٹیج پر علمائے کرام کا جم غفیر موجود ہے سب نے اتفاق رائے یہ فیصلہ طے پایا کہ چونکہ انکیشن مہم پر بہت اخراجات ہوتے ہیں۔ چندے کی بہت ضرورت ہے اور خطیب پاکستان حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ جلسے کے شرکاء سے چندہ جمع کریں گے یعنی جمع کرنے کے لیے خطیب پاکستان کے نام قمرہ پڑا۔ خطیب پاکستان اسٹیج پر کھڑے ہو کر فرماتے ہیں۔ تمام علمائے کرام نے چندہ جمع کرنے کے لیے اوکاڑوی کو منتخب کیا ہے اے کراچی کے رہنے والے سنی بھائیوں! اوکاڑوی کی زبان کی لاج رکھنا اور سب علما



یہ فیصلہ کیا ہے کہ چندہ لیارہویں واسے پیران پیری نسبت سے لیارہ ہزار روپے (-/11,000 روپے) ہونا چاہیے جب تک لیارہ ہزار روپے چندہ پورا نہیں ہوگا اوکاڑوی بیٹھے گائیں۔ آپ کی زبان میں وہ تاثیر تھی لوگوں نے چندہ دینا شروع کیا۔ جب بارہ ہزار روپے چندہ ہو گیا تو اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وعدہ لیارہ ہزار کا ہے، بارہ ہزار ہو گیا ہے بس اور چندہ نہیں چاہیے بہت شکر یہ۔ جب لوگ ابھی بھی اور چندہ دینے کے لیے تیار تھے۔ علمائے کرام نے بھی یہی فیصلہ کیا کہ دس منٹ میں اتنا جمع کرنا صرف اوکاڑوی صاحب کا خاصہ ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس طرح اوکاڑوی پر لوگ پیسے بھی بچھا کر دیتے تھے۔

☆ خطیب پاکستان عالم باعمل : خطیب پاکستان جو کہتے تھے اس پر خود عمل بھی کرتے تھے۔ اکثر آپ کے جلسے میں خطاب رات دو ڈھائی بجے ختم ہوتا تھا اور دو ڈھائی گھنٹے سے کم خطاب بھی نہیں ہوتا تھا۔ اکثر نعت خوانوں کو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تمہاری نعتیں اسٹیج پر بیٹھ کر دو گھنٹے تک سنی ہیں جب میری تقریر شروع ہوتی ہے تو آپ سب ایک ایک کر کے چل دیتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ بھی خطاب میں بیٹھا کریں۔ تقریر سنا کریں۔ مدعا میرا ہے رات کو اتنا وقت بیت جانا پھر واپس اپنے دولت خانے تشریف جانا۔ نیند کا کس قدر غلبہ ہوتا ہوگا میں نے سنا ہے علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ رات کو سوئے نہیں بلکہ قرآن و حدیث کا مطالعہ فرماتے تحقیق و تصنیف میں مشغول رہتے اور نماز فجر پڑھتے اور نماز فجر کے بعد اور ادو وظائف میں مشغول رہتے اور نماز اشراق پڑھ کر پھر آرام فرماتے۔ جلسے میں بھی اعلان فرماتے تھے کہ میرے سنی بھائیوں! نماز فرض ہے قضا نہیں ہونی چاہیے اگر نماز فجر قضا ہو گئی تو آپ نے اپنا نقصان کر دیا۔

☆ ہمارے پیر و مرشد سے والہانہ محبت اور خلیفہ علی حسن صاحب کی عزت : جب سے خلیفہ صوفی علی حسن صاحب مدظلہ العالی کا لالہ میں تشریف لائے اور مسجد نظیریہ اور مدرسہ تعلیم القرآن بنیاد رکھی۔ جب سے آپ نے علامہ اوکاڑوی صاحب کو اپنی مسجد میں خطاب کے لیے بلوانا شروع کیا۔ جب جمعہ کی چھٹی گورنمنٹ نے اعلان فرمایا تو خلیفہ صاحب نے عرس مبارک اپنے پیر و مرشد غوث المعظم، رہبر اعظم بسلسلہ نسبت رسولی الحاج پیر نظیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف سرکار موہڑوی اور غوث الامت، حضرت الحاج پیر خواجہ محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا عرس منانے کا سلسلہ شروع کیا۔ خلیفہ صاحب حضرت علامہ اوکاڑوی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں بھی ساتھ ہوتا تھا۔ خلیفہ صاحب عرض کرتے میرے پیر و مرشد کا عرس مبارک ہے آپ نے خطاب فرماتا ہے۔ علامہ اوکاڑوی صاحب فرماتے آپ کو معلوم ہے کہ میں رات کو تقریر کرتا ہوں اور دن کو آرام کرتا ہوں کیسے آؤں گا؟ خلیفہ صاحب مسکرا کر پھر عرض گزار ہوئے حضور میں نہیں جانتا میرے پیر و مرشد عرس مبارک آپ تشریف لائیں گے۔ آپ نہیں آئیں گے تو اور کون آئے گا؟ تو پھر اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمہ مسکرا کر فرماتے اچھا خلیفہ صاحب! عرس مبارک ہے تو میں ان شاء اللہ

ضرور حاضر ہوں گا۔ خلیفہ صاحب نے یہ صورت پیش کی وغیرہ تیج دوں؟ آپ فرماتے نہیں میں خود ہی آ جاؤں گا۔ خلیفہ صاحب، آپ تکلیف نہ کیجئے گا۔ پھر وقت مقررہ پر علامہ اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آتے اور نورانی، روحانی، وجدانی اور علمی خطاب ہوتا۔ لوگوں کی آنکھوں میں آنسو جھلک جاتے ایک عجیب کیف سامعین پر چھا جاتا جو بیان سے باہر ہے۔ خلیفہ صاحب ہمیشہ ہر جمعہ کو علامہ اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب سننے کے لیے مسجد گلزار حبیب تشریف لے جاتے۔

اسی طرح اسی نسبت سے ان کے شاہ زادے صاحب زادے حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب اس روایت کو باقی رکھے ہوئے ہیں جب بھی ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض آپ بھی اسی طرح تشریف لاتے ہیں۔ آپ کا خطاب سننے کے لیے بھی لوگ دُور دُور سے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی مدظلہ العالی کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرما کر سلامت باکرامت رکھے اور اپنے والد صاحب کے مشن کو جوہ لے کر چل رہے ہیں دن دو گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔ ان اللہ والوں کے صدقے میں ہماری بھی مغفرت فرمائے، خاتمہ بالا ایمان فرمائے۔ گنبد خضر اکے سائے میں موت سرکار مدینہ ﷺ کے قدموں میں ہو اور مدفن جنت البقیع نصیب ہو، آمین یا رب العالمین

عاجز بندہ

محمد شریف غفرلہ نقشبندی

مدنی مسجد ریلوے کالونی نزد زندہ پیر دربارہ کراچی کیٹ

## آخر اختلاف کیوں؟

خلیفہ ملت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے تعاون سے مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) نے ایک وڈیو کیسٹ اور سی ڈی تیار کی ہے جسے امریکا، جنوبی افریقا، برطانیہ اور دیگر متعدد ممالک میں بے پناہ پسند کیا گیا ہے اور اس سے ہزاروں افراد کے عقائد کی اصلاح ہوئی ہے۔ اس کیسٹ اور سی ڈی کی اہمیت اور خوبی کا اندازہ آپ اسے دیکھ کر ہی کر سکیں گے، اس میں سنی بریلوی اور دیوبندی دوہائی اختلاف کے وہ حقائق پیش کئے گئے ہیں جو آپ نے کسی حد تک شاید صرف پڑھے سنے ہوں گے۔ اس اختلاف کے حقائق کو ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے ساتھ دیکھنے کے لئے یہ کیسٹ اور سی ڈی ضرور حاصل کریں اور مسلک حق پر ثابت و قائم رہنے کے لئے اس کیسٹ اور سی ڈی کو پھیلائیں، یہ کیسٹ اور سی ڈی مکتبہ گلزار حبیب میں دست یاب ہے۔ علاوہ ازیں علامہ اوکاڑوی کے اس مشہور ٹی وی پروگرام کی کیسٹ بھی دست یاب ہے جس میں انہوں نے مزارات اولیاء کے بارے میں دیوبندی علماء کی کتب سے حوالے پیش کر رکھے ہوئے جناب احترام الحق تھانوی کی ہرزہ سرائی کا جواب دیا ہے۔

من جانب: مکتبہ گلزار حبیب (جامع مسجد گلزار حبیب)

گلستان اوکاڑوی (سولہ بازار) کراچی



شیخ الاسلام والسلمین خطیب اعظم پاکستان سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اودکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک میں پہلی بار شرکت کا موقع ملا بلکہ خطیب اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی روحانی انداز میں بلوالیا تھا ورنہ اکثر علما جمعہ کی نمازیں اپنی اپنی مساجد میں ادا کرنے کے بعد حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت خطیب اعظم پاکستان نے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی اور سید پیر جماعت علی شاہ اور دیگر معروف لوگوں سے الگ انداز خطابت اور بالکل جدید اسلوب خطابت کی بنیاد رکھی اور پھر 95 فیصد علما نے کامیابی اور شہرت حاصل کرنے کے لیے اور عوام میں مقبولیت تانہ حاصل کرنے کے لیے حضرت خطیب اعظم پاکستان کا ایجاد کردہ اسلوب خطابت اختیار کیا۔ میرے خسر حضرت سید اکرم علی شاہ صاحب نے فرمایا جو برس روڈ یہ قیام پذیر تھے، کہ مولانا شبیر اظہری کہا کرتے تھے کہ اب تو کراچی میں جس نے کھانا کمانا ہے اسے اودکاڑوی صاحب کا انداز خطابت ہی اختیار کرنا ہوگا۔

وہ کہا کرتے تھے کہ مولانا محمد یار گوہر اور میں مل کر کھٹے کراچی آئے تھے اور وہ حضرت کا انداز اختیار نہ کر سکے مگر میں فانی الاودکاڑوی ہو گیا ہوں اس لیے میری مانگ بڑھ گئی ہے۔ اگرچہ مولانا ابوالفتح غلام رسول چشتی بھی حضرت کے پرستار ہیں مگر وہ دوران تقریر ایک اپنا رنگ بھی رکھتے ہیں مگر میں تو اودکاڑوی کا ثانی ہوں۔ اللہ کا شکر ہے اب تو دوران تقریر میری آنکھ بھی حضرت کی طرح پھڑکنے لگی ہے۔ (بحوالہ شاہ صاحب)

لہذا یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جدید انداز خطابت پورے پاکستان میں پھیل گیا اور یہی وہ انداز تھا جو علما کی شہرت کا سبب بن گیا۔ میرا ایمان ہے کہ وہ واعظین جو لوگوں کی توجہ کا مرکز نہیں بن پاتے وہ حضرت کے روضہ اقدس پر حاضری دیں تو ان شاء اللہ تخییر قلوب کی سعادت انہیں میسر ہوگی۔ میں حقیر و فقیر سراپا تقصیر جو اپنے آپ من موہن بنا ہوا ہوں یہ سب آپ کا ہی فیض ہے۔ لا تحقرون صغیرۃ ان الجبال من الحصاء

### ائمہ مساجد کو پیغام

ہزاروں سال زنگ اپنی بے نوری پر روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پر پیدا پورے پاکستان سے نہ سہی صرف کراچی اور سندھ کے بڑے شہروں کے علما خطبا حضرت کے عرس شریف میں شرکت کے لیے اگرچہ ایک جمعہ اپنے ہاں نہ پڑھائیں اور صاحبان طریقت و رازداران رموز شریعت شہنشاہ خطابت سیراب سینہ من فیضان مدینہ حضرت قبلہ کے عرس شریف میں شریک ہو جایا کریں تو یہ ان کے لیے سال بھر کے لیے روحانی فہم و فراست روحانی تابانیوں اور سالانہ علمی صلاحیتوں میں

لا محدود اضافوں کا ایک موقع فراہم ہوگا جس سے وہ خود ان شاء اللہ اپنے اندر تبدیلی محسوس کریں گے۔ میں کامل یقین کے ساتھ اور پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ واللہ باللہ جو خطیب و واعظ اپنے بیان میں سامعین کے من موہ لینے کی تاثیر نہ رکھتے ہوں وہ حضرت کے مزار پر انوار پر حاضری دیں فاتحہ پڑھیں اور ہر جمعرات پابندی سے حضرت کے وسیلہ جلیلہ سے دعا کریں، جتنی مرتبہ حاضری میں کثرت ہوگی اتنی ہی برکت و سعادت اور کامیابی قدم چومے گی اور حضرت قبلہ علیہ الرحمہ سے سید الانبیاء علیہ السلام کے وکیل اعظم ہونے کے ناطے بارگاہ رسالت پناہ اللہ سے سفارش کر کے اسے تخییر القلوب کی طاقت منتقل کروائیں گے تاکہ وہ خطیب یا واعظ سرکار مدینہ علیہ السلام کے فیوض و برکات پھیلانے والا اور عشق رسول علیہ السلام کی خوش بو دار ہوائیں پھیلانے والا بن سکے۔

پنجابی کا مقولہ ہے کہ پاس گھوڑی اور پاس ہی گھوڑی کا میدان۔ میں اپنا آزمودہ نسخہ بتا رہا ہوں آ زمانا آپ کا کام ہے، میرا تو یہ ایمان ہے، اگرچہ اچھے واعظ زیادہ ہو گئے تو میرا دیوالیہ ہونے کا خطرہ ہے مگر میں یہ خطرہ مول لینے کو تیار ہوں۔

حضرت قبلہ کے دربار کی حاضری کے فوائد جو میں نے عرض کیے اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری فیوض و برکات ہیں جو فی الحال محجاش نہ ہونے کے سبب نہیں لکھ پارہا، براہ راست فون پر چاہیں تو رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہاں تو پہلی گفتگو جاری ہے، یقین آجائے تو ٹھیک، اس ستر سالہ بورڈ سے عالم دین کی بات پر عمل کریں ورنہ آ زمانے میں کیا حرج ہے مگر حاضری کا طریقہ اور دعا تحریر شدہ مجھ عاجز سے وصول کر لیں، حاضری کے موقع پر آپ پڑھیں گے اور کوئی بھی عارضہ لاحق ہو نہایت عاجزی سے درخواست کریں آج کل ہم غیور مزار شریف کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اور عشق رسول علیہ السلام پھیلانے والا کبھی نہیں مرتا حضرت صاحب کی تو ساری زندگی یہی فرماتے گزر گئی کہ اللہ والے نہیں مرتے، بلکہ انہیں نیا جسم عطا کر دیا جاتا ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، بلکہ رب ان سے پیار کرتا ہے۔ حدیث قدسی تو آپ نے حضرت سے اور دیگر علما حضرات سے سنی ہی ہوگی کہ من عاد لی ولیا فقد اذنتہ فی الحوب (یعنی جو شخص میرے ولیوں سے عداوت رکھتا ہو وہ خدا سے مبارزت طلب کر رہا ہے، ایسا شخص آے اور خدا سے لڑے)۔

### جونیر خطیب پاکستان

خطیب اعظم پاکستان کے سب سے بڑے فرزند ارجمند حضرت علامہ ڈاکٹر کب نوری اودکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ کو تین عشروں میں میں نے چند بار دیکھا: پہلی مرتبہ:- وہ کلمہ چوک کے پاس جامعہ غوثیہ سے قرآن پاک پڑھ کر آرہے تھے، چند طلبہ اور بھی ساتھ



تھے، اور میں خطیبِ پاکستان سے مل کر اپنے گھر جا رہا تھا، اس وقت آپ کی عمر غالباً چھ برس کے قریب تھی مگر ساتھیوں میں وہی قائدانہ صلاحیت کے ساتھ ہر ایک کو ڈانٹ ڈپٹ کے لے جا رہے تھے، چہرے پر حسن و جمال کی ایک تہریں تھیں۔

دوسری مرتبہ: 12 ربیع الاول کو عید میلاد کے جلسے میں اسٹیج پر ایک اسارٹ اور خوب صورت لڑکا قائد اہل سنت کے ساتھ باقاعدہ گپ شپ میں مصروف تھا جب کہ اچھے اچھے لوگ بے چارے اپنے قائد سے ہاتھ ملانے کی جسارت بھی نہیں کر سکتے تھے، یہ جلوس جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام منعقد ہوتا تھا، حضرت خطیب اعظم پاکستان جو اس جماعت اور جلوس کے منظم کرنے والے تھے، ہر 10 منٹ کے بعد اسٹیج پر کھڑے ہوتے، عوام کی کثرت کو بغور دیکھتے اور اپنی محنت پر رب کا شکر ادا کرتے۔

اس کے بعد اس اسٹیج پر اتنے علماء و فضلاء میں نے نہیں دیکھے، میدان میں ایک آدمی کی بھی مزید گنجائش نہیں تھی، پارک کی دیواروں پر درختوں اور چاروں ہی جانب نشتر پارک میں انسان ہی انسان تھے، حضرت خطیب اعظم پاکستان بہت خوش تھے کیوں کہ ان کے ہاتھ کا لگا ہوا پودا اب بڑا درخت بن چکا تھا، چاروں طرف بلڈگوں اور گیلریوں سے مخصوص اہل خانہ اس رنگ و روپ کو اور بھی بڑھا رہے تھے۔ جولا کا قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے گپ شپ کر رہا تھا، پہلی تلاوت کے بعد نعت شریف اس نے پڑھی کو پتا چلا کہ یہ کوکب نورانی اوکاڑوی ہیں، پہلی تقریر خطیب اعظم پاکستان نے کی، واللہ میں دریائے حیرت میں ڈوب گیا کہ واقعی تقاریر تو سنتے ہی رہتے تھے، اس دن آپ نے نور اور حقیقت محمدی ﷺ پر تقریر فرمائی۔ ”وحدت الوجود و وحدة الشہود“ پر نہایت مفصل تقریر فرمائی کہ مجلس لوٹ لی، میں اس جماعت کا ناظم نشر و اشاعت بھی رہا، مگر نہ ایسا مجمع دوبارہ دیکھنا نصیب ہوا، اور نہ ایسی تقریر پھر سننے کو ملی۔ میرے خیال میں وہ ان کی حیات ظاہری میں آخری میلاد النبی ﷺ کا حسین منظر تھا، جو نشتر پارک کے حسن و جمال میں اضافہ کر رہا تھا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ پھر ایسا منظر نہیں دیکھا گیا، ہرگز نہیں دیکھا گیا۔ اب وہی نشتر پارک تظیموں اور جماعتوں کے اضافے کے باوجود آدھا خالی ہوتا ہے، معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ صاحب جمال سعادت جبین لڑکا جن سے قائد اہل سنت بڑی محبت فرما رہے تھے، اور وہ لڑکا حضرت صاحب کے نہ ہاتھ چوم رہا تھا، اور نہ ہی پاؤں میں گر رہا تھا، بلکہ نہایت بلند اخلاقی اور انسانی وقار کے ساتھ بات چیت میں مصروف تھا، آخر میں معلوم ہوا کہ پوت کے پاؤں پالنے میں نظر آ جاتے ہیں۔ آخر کار اہل اسٹیج کو پتا چلا کہ خطیب اعظم پاکستان کا فرزند کوکب نورانی ہے جو مستقبل میں ایک عظیم الشان انسان بننے والا تھا۔

تیسری مرتبہ:- نشیبی بنگلے میں یہ بچہ نماز کی کتاب، انگوٹھے چومنے کا مسئلہ اور صلوة و سلام جیسی کتب جو علامہ

اواکڑوی کی شبانہ روز محنت کا نچوڑ اور محققانہ رسالے تھے، ڈاکٹر صاحب لڑکپن میں ان کتب پر تبصرہ فرما رہے تھے کہ ان کتابوں کی اہل سنت کو کس قدر ضرورت تھی، اور یہ کتا بہیں ہر گھر کی ضرورت ہیں.....

چوتھی مرتبہ: - عائشہ باوانی اسکول میں غالباً آپ FA کاسپی مینٹری انگلش کا پڑچا دے رہے تھے، اور میں Invigilation کر رہا تھا۔ پڑچا ختم ہونے سے پہلے ہی آپ تشریف لے گئے میں نے پہچان لیا، مگر شاید ڈاکٹر صاحب نے مجھے ہرگز نہیں پہچانا۔ میں ان دنوں سینئر انگلش ٹیچر تھا، میں نظامت تعلیمات سندھ سے وابستہ تھا اور الحمد للہ 18 گریڈ تک ترقی کی اور ڈسٹرکٹ آفیسر ہو کر گزشتہ سال ریٹائر ہو گیا۔

پانچویں مرتبہ:- وہ قیامت خیز دن جس نے اہلیان پاکستان اور خصوصاً کراچی کے محبت کرنے والوں کے دلوں کے چراغ بجھا دیئے تھے۔ یعنی خطیب اعظم پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اور قیامت صغریٰ۔ جب آپ کا جسد خاکی گھر لایا گیا اور آپ کا جنازہ محن میں رکھا ہوا تھا، ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی بے پناہ غم گساروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی علیک سلیک کے بعد ایک طرف بیٹھ گیا، اتنے میں ایک عاشق صادق (مولانا محمد صدیق) جو کہ رکشا چلاتا تھا اور خطابت بھی کرتا تھا، وہ روزانہ ہی حضرت خطیب اعظم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ سے اپنی نئی تقریر کرنے کے لیے معلومات، طریقہ سلیقہ، اشعار اور حکایات وغیرہ کے Hinds وغیرہ حاصل کرتا، آپ بتاتے رہتے اور وہ اپنی کاپی پر لکھتا رہتا، خاص طور پر حضرت کی لکھی ہوئی نمازی کی کتاب تو اسے مکمل یاد تھی، اور وہ اس کتاب کے نماز سے متعلق دینی مسائل پر تقریر کرتا تھا، حضرت قبلہ کوکب اوکاڑوی نے جب اسے دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا بھائی میاں خطیب اعظم پاکستان تو چلے گئے، اب کس سے تقریر سیکھو گے؟ وہ عاشق صادق آدمی تھا اس کی چیخیں نکل گئیں اور وہ کوکب نورانی صاحب کے قدموں پر گر پڑا کچھ دیر کے لیے ماحول اور بھی غم زدہ ہو گیا، آپ کا یہ فرمانا کہ ”تمہیں تقریریں سکھانے والا تو چل بسا“، یہ جملہ من و عن ہے جو مجھے یاد رہ گیا۔

چھٹی مرتبہ:- ہماری والدہ کے وصال پر میں ایک وفد کے ساتھ تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے کوب نورانی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ اپنے والدین مخدومین کے مزارین اقدسین کے قریب کپہوڑ کے ذریعے اپنے پروگرام کی تیاری فرما رہے تھے ان دنوں آپ ARY چینل سے وابستہ تھے اور دین کا کام کر رہے تھے مگر آپ نے ہمارے لیے بہت مصروف ہونے کے باوجود وقت نکالا فاتحہ پڑھی، مزارات کی زیارت کرائی اور ہمیں الوداع کیا۔

ساتویں مرتبہ: خطیب اعظم پاکستان علامہ سیدی و مرشدی کا غالباً 22 بائیسواں عرس شریف تھا اور قدرت نے میری تمام مصروفیات کے دروازے بند کر دیئے تھے جس کی بناء پر میں اتنے لمبے عرصے تک عرس مبارک میں شریک نہ ہو سکا تھا۔ نیز حضرت قبلہ صاحب کے عرس کی کرامت کہیں کہ میں باقاعدہ حصول فیض کی خاطر



تمام معاملات ترک کر کے پروگرام سے منہ پھلے ہی بیچ گیا تھا، اب مجھے سلی جیسی کسی کہ جہاں چاہوں قبضہ کر لوں، مگر شرم وامن گیر تھی، کہ اسٹیج کے سامنے بیٹھنے کی بجائے پانچ چھ افراد کی جگہ چھوڑ کر بیٹھ گیا، قبل ازیں فاتحہ خوانی و مزار پر انوار کی حاضری سے فارغ ہو گیا تھا، 8 سے 10 ورکرز کے سوا کوئی شخص نہ تھا، میں جیسا کہ عرض کیا کہ اسٹیج سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا، مسجد کا وسیع و عریض ہال اور وسیع پنڈال بھرنے لگ گیا۔

کارکنان وسیع تجربہ کے حامل تھے وہ جیسے جیسے افراد کی آمد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ویسے ہی وہ دریاں بچھاتے اور اپنے ذمہ تقسیم شدہ اپنے کاموں میں مصروف دکھائی دیے، جب مسجد اپنے وسیع صحن سمیت بھری تو پھر وہ ہستی تشریف لے آئی جسے دیکھنے کے لیے ہر آنکھ بے چین تھی، اسی ہستی کو برہنہ بر سر قبل جامعہ غوثیہ کے طلبہ کے ساتھ دیکھا تھا کہ قرآن سینے سے لگائے ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا، آج وہ ایک عظیم انسان کی شکل میں عوام کے سامنے تھا، اور انسانی کام یا بیباں عزت و عظمت اس کے ماتھے کا جھومر بنی ہوئی تھیں، آج کے پروگرام کے نظم و ضبط میں ان کی دانست روح کا کام کر رہی تھی۔ ان کا وضع کردہ عرس کا اہتمام، انتظام و انصرام اپنی مثال آپ تھا۔ مجھے بڑے بڑے پیروں فقیروں کی برسیوں اور کراچی کے ایسے اجتماعات میں حاضر ہونے کا اکثر موقع ملا، شریک رہا، مگر یہاں کچھ دوسرا ہی رنگ تھا۔ کراچی کے چند بڑے اجتماعات جو میں نے دیکھے:

- (1) حضرت قبلہ خطیب اعظم پاکستان کی موجودگی میں عید میلاد النبی کا جلوس نشتر پارک میں۔
- (2) فاطمہ جناح کے جنازے کا اجتماع، جو پولو گراؤنڈ میں پڑھایا گیا، اس میں میں موجود تھا۔
- (3) 1972ء میں سید سعادت علی قادری نے انکیشن، جمعیت کے انکیشن کے لیے نشتر پارک میں اہل سنت و جماعت کا اجلاس بلایا جو سندھ بھر کی سطح پر تھا، اسی سال سنتوں نے انکیشن لڑا جو نہایت کامیاب رہا۔
- (4) وزیر اعظم بننے پر پہلی مرتبہ ذوالفقار علی بھٹو نے نشتر پارک میں عوامی اجلاس بلایا اور پہلی مرتبہ ملیشیا کے کپڑوں قیمتی شلوار قمیض میں ملبوس ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے عوامی سوٹ متعارف کرایا، شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ ”الناس علی دین ملوکھم“ یعنی عوام اپنے حکام کے طریقے کی پیروی کرتے ہیں، لہذا یہ بہت مشہور ہوئے اور لڑکیوں نے بھی یہ عوامی سوٹ پہننا شروع کر دیا۔

- (5) خطیب اعظم پاکستان کے جنازے کا اجتماع بھی بھرپور تھا کہ کھوے سے کھوا چل رہا تھا۔
- (6) اوکاڑوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کو 22 سال گزر گئے، میں دیکھتا رہتا ہوں اتنی مدت کے بعد چند دوست احباب گھر پر جمع ہو کر تھوڑا ذکر واذکار کر کے منتشر ہو جاتے ہیں، یقین جانیے کہ مجھے قطعاً یہ گمان نہ تھا کہ اتنی مدت گزر جانے کے بعد بھی میں محو حیرت ہوں، اتنا بڑا اجتماع، یہ حضرت کی زندہ کرامت ہی کہہ سکتے ہیں۔

اسنے بڑے عظیم اجتماع کا انتظام علامہ ذاکر کو بک دورانی کے ہاتھ میں تھا جس میں کوئی انتظامی مسئلہ تلاش کرنے کے لیے نگاہ ڈالی جاتی تھی تو بلا نقص پائے ہی خالی لوٹ آتی تھیں، اگرچہ وہاں بہترین ماضی و حال رکھنے والے علماء کرام بھی تھے مگر یہ حقیقتا عوامی اجتماع تھا جس میں ہر طرح کے بوڑھے، جوان، ہم سن کم سن، چھوٹے بڑے، سب ہی تھے۔ نماز میں تاخیر ہوئی تو شاید کسی نے کچھ کہا، میں نے تو ذاکر صاحب کی زبان سے اتنا ہی سنا کہ آپ فکر مند نہ ہوئے، ان میں سے ایک شخص بھی نہیں اٹھے گا اور نہ جائے گا۔

نماز ہوئی اور صلوٰۃ و سلام کے لیے لوگ کھڑے ہوئے تو میں نے کھٹکنے کی کوشش کی مجھے ہی پتا ہے کہ نہیں بیڑھیوں تک پہنچا تو ابھی تک لوگوں کی آمد بھر پور طریقے سے چلی آرہی تھی یہاں تک کہ ہولی فلیل اسپتال تک باہر نکلنے کی جگہ ہرگز نہ تھی، پولیس بے چاری بھی بڑی تعداد میں موجود تھی، جسے عوام نے دیوار سے لگا ڈالا تھا۔

(7) حضرت صاحب زادہ صاحب علامہ ذاکر جو نیر خطیب پاکستان آپ کو عرس کے جلے کے بہترین انتظام کرنے پر سلام پیش کرتا ہوں، اور ”السلہم زد فزد“ کی دعا کے ساتھ یہ سوچتا ہوں کہ یہ تو ابتداء ہے، انتہا کیا ہوگی۔

میں پھر آپ کے قتل، تفضل اور علمی وقار اور مسرت سے سرشار کارکنان، دیوانے قطار اندر قطار جن کے چہروں پر بہار، یہ دل کش رونق اور صاحب مزار کے فیوض و برکات کے نظارے تھے کہ مسجد شریف کے اندر داخل ہوتے ہی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے مسجد نبوی میں داخل ہو چکے ہوں، آپ نے ایک مرتبہ بھی عام لوگوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ حضرات ہم معافی چاہتے ہیں، ذرا تاخیر ہو گئی ہے، آپ چند منٹ اور مزید تشریف رکھیے۔ آپ نے کچھ کہا تو صرف یہ کہ فکر نہ کریں ان میں سے ایک بندہ بھی نہ اٹھے گا، اٹھنا تو درکنار یوں لگتا تھا کہ عوام تو ایک دن اور بھی اپنی جگہ سے جانے کو تیار نہ تھے۔

یہ سب دیکھ کر نہایت خوشی حاصل ہوئی، دل سے دعائیں نکلیں، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کے مرتبے کو بلند فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

حررہ: مفتی ابوالنصر غلام فرید چشتی

خاک پائے خطیب پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

مکان نمبر 27/94، بلاک 2،

میٹروول III، نزد پیر اڈا نزد بیکری،

ابوالحسن اصفہانی روڈ، گلشن اقبال۔ کراچی



محترم جناب سید اسلم غزالی کراچی میں ”شرح قانون ڈے شن“ کے عنوان سے علم و آگہی کے چراغ روشن کیے رہتے ہیں، علما و مشائخ اہل سنت سے ان کی وابستگی بھی خوب ہے۔ 26 واں شمارے میں ان کی تحریر ہم نے شامل کی تھی، ان کی اہلیہ محترمہ خوش کلام شاعرہ ہیں، نعت و مناقب کہتی ہیں، انہوں نے ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم علیہ الرحمۃ سے اپنی عقیدت و محبت کو منظوم کیا ہے۔ ان کے شکر یہ کے ساتھ ان کی کہی ہوئی منقبت نذر قارئین ہے۔

باطل کے سامنے وہی، مرد کمال تھا	جس کے لبوں پہ حرف صداقت بحال تھا
قلم اداے فرض میں مصروف دم بدم	تیار تھا جو سہنے کو حق کے لیے ستم
الجاد و کفر کے لیے شمشیر بے نیام	احباب کے لیے تھا سراپا وہ احترام
اُس عاشق رسول میں اوصاف کا جہوم	جیسے فلک پہ نور سے تاباں مہ و نجوم
تحریر سے ہویدا ہے عرفان و آگہی	تقریر ایسی جیسے اترتی ہو روشنی
اشعار کی زبان میں توصیف شاہ دیں	آواز کے گداز میں موجود اک یقین
ہے ذکر کر بلا میں وہ انداز گفتگو	منظر ابھر رہے ہیں شہادت کے چار سو
بزم سخن تو سبقتی ہے لیکن ابھی تک	اُن کی جگہ نہ لے سکا کوئی تہہ فلک
ہیں اور بھی خطیب کی کب یہاں کوئی	لیکن شفیع اوکاڑوی جیسا کہاں کوئی
یادوں کی شمع دل میں فروزاں ہے آج بھی	مرقد پہ آنسوؤں کا چراغاں ہے آج بھی

از: شیخ صدیقی

ان شاء اللہ تعالیٰ، حضرت خطیب اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا 30 واں سالانہ مرکزی دوروزہ عرس مبارک جمعرات، جمعہ 30-31 مئی 2013ء اور 30 واں سالانہ عالمی یوم خطیب اعظم جمعہ، 31 مئی 2013ء کو منایا جائے گا۔

از: ذاکر محمد مشرف حسین انجم

وہ ادیب شیریں زباں بھی تھے  
وہ صدائقوں کا نشان بھی تھے  
وہ حسین تھے واعظ خوش بیاں  
وہ حسین تھے عالم بے بدل  
وہ حسین تھے عالم باعمل  
وہ بے ہیں قلب کے دہر میں  
وہ بے ہیں سوچ کی لہر میں  
جو قلم تھا آپ کے ہاتھ میں  
وہ فدا تھا عشق رسول پر  
وہ فدا تھا طیبہ کے پھول پر  
وہ جو خوش بوئیں بکھرا گئے  
وہ سبق حضور کے عشق کا !  
بڑے پیار سے جو پڑھا گئے  
وہی سب کی آنکھ کا نور ہے  
وہی بوے رنگ شعور ہے

جناب شیخ عقیل احمد، کراچی یونیورسٹی سے ہمارے قبلہ عالم حضرت خطیب اعظم پر پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔ انہوں نے از خود بھی متعدد شخصیات کو خطوط بھیجے ہیں اور رابطے کیے، ان کا کہنا ہے کہ ان کے مقالے میں ان سے تعاون کیا جائے۔ کسی کے حافظے میں کوئی اہم بات یا کسی کے پاس کوئی تحریر اور تصویر ہو تو انہیں فراہم کی جائے۔ ہماری گزارش ہے کہ ملک و بیرون ملک اہل علم اور اہل محبت و عقیدت اپنی یادداشت اس حوالے سے ضرور تحریر فرمائیں اور جناب شیخ عقیل احمد سے تعاون فرمائیں۔ رابطہ: 0300-8825989



seems lifeless without him. Even some of our own people resented and envied him because of the Divine qualities bestowed on my Hazrat Qiblah Okarvi Saahib. Rarely would he say anything after hearing their words but when he did it was, "All [these people] will remember me and will mourn." Ten years have passed since Hazrat Okarvi Saahib left this world and still people say his absence is desperately felt. We were busy talking, Hazrat would work. Today everyone remembers him and grieves.

For the past four generation, he was the religious and spiritual guide as well as a holy man in my family. My elders consider him their guide and leader. Moreover, I have heard my elders say they had never seen or heard an orator like Hazrat Maulana Okarvi in their lives. That is why we can truly say that my Hazrat Qiblah Okarvi Saahib was an exceptional and distinct speaker and narrator. Only once in a century does someone like him appear. He was a unique disciple of an exceptional guide and Allaah turned this unique disciple into a perfect guide. I have seen and heard Hazrat Okarvi Saahib for quite awhile and could perhaps compile an entire book if I wrote all I remember. However, I will only write about a few incidents I have witnessed.

1.) My sister, Rubina was eight years old at the time and as usual, would go to school every day. One day the school teacher sent some boys to our house saying, "Your daughter fainted so come and get her". In great distress, my mother and sisters immediately ran to the school. We also came home from the market after receiving the news. My mother and sisters brought her home. She was unconscious and appeared as though lifeless. A local doctor was brought home who said, "Take her to the hospital immediately. You must not delay." So at once, we reached the hospital where the doctors examined her. The doctors tried to give her an injection but when they attempted to give it this unconscious girl resisted so strongly that even six men collectively could not control her. The doctors tried various methods but could not succeed in giving her the injection. Finally, the doctors disappointed us by saying, "We are sorry

The late Haaji Muhammad Haneef Naqshbandi is the son of Haaji Muhammad Lateef. His family was very devoted to the respected Hazrat Khateeb-e-A'zam (*Rahmatul Laahi Alaieh*). In the 11th annual Urs magazine of 1994, he wrote a tribute titled "Laasaani Peer Kay Laasaani Mureed". It has been translated below from Urdu for our English readers - T.Y. Qaadiri

### The Exceptional Disciple of an Exceptional Spiritual Master

In the city of Sharqpur Shareef the esteemed Hazrat Shayr-e-Rabbaani Miyaan Shayr Muhammad Saahib (*Allaah have mercy on him*) was a great holy man and spiritual succor (*Ghaus*) of his time. This incomparable and honorable Hazrat Miyaan Saahib gave the glad tidings of a personality to be born who would be of great status and grandeur. To give an idea of how much Almighty Allaah blessed this personality I narrate these words with total honesty and confidence.

My respected Hazrat Saahib Qiblah Maulana Muhammad Shafee Okarvi (*Allaah have mercy on him*) is remembered with the titles of Khateeb-e-A'zam, Ameer-e-Ahle Sunnat, Mujaddid-e-Maslak-e-Ahle Sunnat, Ghaazi-e-Deen-o-Millat, Muhaafiz-e-Naamoos-e-Risaalat and so on. People may think he was merely a unique orator and writer but I can say with complete honesty and sincerity that Hazrat Maulana Okarvi was truly a beloved of Almighty Allaah and the holy Prophet (*Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*). He was a friend of Allaah and a beautiful individual with many qualities. He was dignified and had very pleasant personality. He was not just one in a thousand or a million, rather he was one in a billion. Almighty Allaah made him excellent and elegant in appearance and nature and he alone undertook work that thousands of organizations and religious schools (*Madaaris*) combined could not do. The splendor and merit of the Ahle Sunnat seen today is the result of the efforts and struggles of our Hazrat Maulana Okarvi Saahib.

When he left this world, he took all joy with him and now Karachi



It was almost evening when we reached home and my sister did not regain consciousness and the whole day worn on in depression. Again, I called the esteemed Hazrat Maulana Okarvi Saahib and gave him all the details and I requested to bring my sister to him. He agreed and I went straight to Hazrat Maulana Okarvi Saahib's home. I lay my unconscious sister on a bed in his house. Hazrat Maulana Okarvi Saahib came from his sitting room and held her little finger in his hand. He may have read something quietly but I did not see it. Under oath I say this that it was only a matter of the touch of Hazrat Okarvi Saahib's hand and she instantly regained consciousness and sat up fully revived. Tears of happiness glittered in my eyes and I said, "Why did you send us elsewhere? The whole day we were worried and coming to you our misery is dispelled with the blink of an eye, Maa Shaa Allaah!" Hazrat Maulana Okarvi Saahib said, "There is nothing to worry about. With the Grace of Allaah this girl is absolutely fine." I insisted that a *ta'weez* be given so that my sister would not faint like this again. Hazrat Okarvi Saahib said, "Rest assured and take the girl. In Shaa Allaah she will be fine and if required I will write a *ta'weez* later." Al Hamdu Lil Laah, we came home happy. To this day, my sister is fine. Maa Shaa Allaah! Hazrat Okarvi Saahib never gave any *ta'weez* nor was it required,

2.) I had this reoccurring problem where small boils would appear on parts of my body and would rupture, meaning pus would come out. I tried different medicines from the doctors but this condition would not go away. I was exhausted with the doctors. One day I called Hazrat Qiblah Okarvi Saahib and during the conversation, I apologized that I could not visit and mentioned this illness. I requested that he keep his gracious glance on me as I was always upset because of this complaint and I was not getting any proper comfort from any medicine. The respected Hazrat Okarvi Saahib said, "I will tell you a simple and small *wazeefah* (verses-to read as a daily practice). If you read regularly you will never need any medicine or doctor."

but we couldn't inject her and couldn't revive her."

We were so angry. The doctors had only proved their incompetence by expressing their regrets. What could we achieve by getting anger? When anger is mixed with misery, no proper thought comes to mind. We became suspicious that she might be under the effect of some magic or jinn. When disappointed with world, a person remembers Allaah. Since she could not get medical treatment, some kind of *du'aa* (supplication) had to be done for her. I thought of my Hazrat Qiblah Okarvi Saahib. Everyone said to talk to him immediately. He was the center of everyone's hope. My mother began to say, "I don't know why we did not think of him before."

I immediately called Hazrat Okarvi Saahib. Perhaps due to his extensive religious research and other commitments Hazrat Qiblah Okarvi Saahib did not write *ta'weez* (protective amulet) or exorcise ill effects like others who did it professionally. Hazrat Qiblah Okarvi Saahib said, "I will pray. May Allaah Kareem cure this girl and I advise you to take her to a well-known peer saahib in Karachi." I had heard the claims and stories of this peer saahib, whose name I will not mention, dealings with Jinns. I requested that Hazrat Qiblah Okarvi Saahib to contact this peer saahib on our behalf. Hazrat Qiblah Okarvi Saahib said, "You go there. I will inform him about you."

We immediately went to the spiritual center (*aastaanah*) of this peer saahib. We were in immense distress and disturbance. Every moment felt like doomsdays. We waited nearly three hours there to meet the peer Saahib. Time passed with great difficulty. The peer saahib saw the girl, did damm (read some verses and blew air on her) and gave a *ta'weez*, but no benefit was evident on her. The peer saahib did damm a few times to dispel the illness but there was no affect and I was disappointed. The peer saahib said, "Take this girl home. She will be fine when she goes home".



The silence of the night had spread in Paak Pattan Shareef and it was approximately 10 pm although in this area, it seemed as if it was midnight. Hazrat Qiblah Okarvi Saahib said, "We have to pay homage at the sacred shrine of Hazrat Baabaa Fareed (*Allaah have mercy on him*) before sitting in the house". Hazrat Okarvi Saahib kept his luggage at his dear sister's home where he met close relatives who were present. From his respected sister's house, he started walking towards the holy court of Baabaa Fareed. As we reached the boundaries of the sacred shrine, [we saw] the doors of the *hujrah* (sacred chamber) were already locked and the khaadim (caretaker) was returning after locking them. Seeing us he said, "The door is locked. You can come in the morning." It was my first visit and I was desperate. Hazrat Qiblah Okarvi Saahib said to the khaadim, "Let us only give our *salaam* (salutations)." However, the khaadim would not listen. Hazrat Qiblah Okarvi Saahib said, "It does not matter if we say *salaam* from outside, these walls are no veil for Hazrat Baabaa Saahib."

Therefore, from a distance Hazrat Maulana Okarvi Saahib stood with his arms folded and presented salaam. However, I was deeply disheartened and depressed as I had come with great devotion and love. I felt very dejected because I was denied my first visit to the sacred shrine. Hazrat Qiblah Okarvi Saahib was still busy in salutation while the khaadim who had locked the doors was standing near the *hujrah*, perhaps he was waiting for us to leave. Suddenly he sprinted to the door as if someone had called him. Then he walked quickly towards Hazrat Qiblah Okarvi Saahib and asked, "Are you Maulana Okarvi Saahib? Please come, Hazrat Baabaa Saahib is calling you." He opened the doors of the sacred *hujrah*. At that instant I began to shiver. I was in a strange state of happiness. For the first time in my life, I was witnessing a miracle with my own eyes.

Such a man of high grandeur and status was my Hazrat Maulana Okarvi Saahib. How beloved he was of Allaah and the people of Allaah. Hazrat Okarvi Saahib had a secret conversation with the respected Baabaa

Hazrat Qiblah Okarvi Saahib taught me the small *wazeefah* and the methodology of reading it. I followed his instructions and surely Allaah bestowed graciousness and my ailment started disappearing. Now when I follow the same practice on any other sick person he is also cured with the Grace of Allaah, to the extent that even severe wounds are also healed. Anytime I told Hazrat Maulana Okarvi Saahib any of my miseries or difficulties, he would just say, "Do not worry, Allaah Kareem will bestow kindness it will be fine." And indeed success would come.

3.) I once had the chance to go to Paak Pattan Shareef with the respected Hazrat Okarvi Saahib. We travelled by train and reached Sahiwal in the morning and from there we went to Paak Pattan Shareef. Those who have had the pleasure of Hazrat Qiblah Okarvi Saahib's company will know very well that you do not feel the journey while travelling with him. Sometimes he would narrate the events of his own spiritual leader and other times events about other respected Friends of Allaah. Sometimes he would teach many important issues with questions and answers. Moreover, when another scholar travelled along the discussion would be very academic. I was travelling to Paak Pattan Shareef for the first time. I had heard of the renown of Hazrat Saiyyidinaa Baabaa Fareed Ganj e Shakar (*Allaah be pleased with him*) from Hazrat Qiblah Okarvi Saahib. I was overjoyed to visit this great sacred shrine in Hazrat Maulana Okarvi Saahib's company.

We reached Paak Pattan Shareef in the night having spent the whole day in Sahiwal. There too Hazrat Qiblah Okarvi Saahib has many devotees as he used to lead Friday prayers in Sahiwal's Muhaajireen Masjid before coming to Karachi. The degree of love and devotion exhibited by the people of Sahiwal when he announced his departure to Karachi may never have been seen for anyone else before. People lay on the railway tracks with the intention of stopping Hazrat Qiblah Okarvi Saahib from leaving. With the Grace of Allaah Kareem, my Hazrat Maulana Okarvi Saahib is well-known and loved everywhere.



During his speech, threats written by opponents on slips of paper were passed forward that said, "You will not be going back from here today." Hazrat Qiblah Okarvi Saahib completed his speech very peacefully. I was disturbed by the threats from these opponents and was afraid. After the speech, I said to Hazrat Qiblah Okarvi Saahib, "Stay here overnight, at dawn we will go back to Karachi so there will be no danger." Hazrat Qiblah Okarvi Saahib said, "No, we will definitely go back right now". It was Hazrat Qiblah Okarvi Saahib's habit to immediately return [back home] after functions, even if it required travelling at night. I was uneasy to the extent that driving was difficult. Respected Hazrat Maulana Okarvi Saahib sat next to me in the car and said, "Drive peacefully, don't be scared. In Shaa Allaah everything will be fine."

It was a miracle of my Hazrat Maulana Okarvi Saahib that we reached Karachi safe and sound even though I suspected some evil person would try to harass or harm him but Allaah Kareem protected him. In such situations, he would tell his close friends that the holy Prophet (*Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*) has assured him, "No one will be able to kill you." How devoted he was to his beloved holy Prophet (*Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*) and how strongly he trusted him (*the beloved holy Prophet Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*).

5.) I was very happy to hear that three or four years ago my Hazrat Qiblah Okarvi Saahib's successor Allamah Kaukab Noorani Saahib, his eldest son, went to pay homage to different holy shrines in Delhi (India) accompanied by some visitors from South Africa and a Saiyyid Saahib from Karachi. When he reached the shrine of Hazrat Khawaajah Baaqi Billaah (*Allaah have mercy on him*), after visiting other shrines, it was night and the *khaadimeen* (caretakers) were closing the door of the boundary wall. I heard that Kaukab Saahib said to these *khaadimeen*, "We have to return home in the morning. Let us only give our *salaam* (salutations)." However, the *khaadimeen* said, "This shrine cannot be opened after it is

Saahib and yet he was also paying respect; a model of humbleness and humility. I, on the other hand, was in a peculiar state of elation. Hazrat Okarvi Saahib did some recitation, supplicated then kissed the holy grave and said, "Let's go" but I did not feel like leaving. The *khaadim* told us, "Baabaa Saahib took the name of Maulana Okarvi Saahib and ordered the door be opened for him." He shook Hazrat Maulana Okarvi Saahib's hand with great devotion. The delight of this occasion endured for a long time and left a lasting impression in my heart. I think there are few people who are chosen like my respected Maulana Okarvi Saahib. Not every scholar or orator gets such acceptance and honor. Undoubtedly, he was a perfect Friend of Allaah, a portrait of truth and sincerity.

Hazrat Qiblah Okarvi Saahib passed away a short while after this. On his departure my tears were never ending, he left the whole city deserted. Hazrat Baabaa Jee Karmaa'n Waalay said, "The state of the city of Karachi after Maulana Okarvi Saahib is like that of a woman who has lost her husband." When Hazrat Qiblah Okarvi Saahib was in Karachi there were gatherings every day, there was cheerfulness. Even after his departure, I remember him when I have any worldly worry and beg him for help and am benefitted from his spiritual powers. Most often, I see the respected Hazrat Qiblah Okarvi Saahib in my dreams smiling in luminous attire. Once in a dream, I saw him present in the Friday prayer congregation in Jaame Masjid Gulzar-e-Habeeb. After performing his salaah, he went to his sacred tomb and said to me, "I am very peaceful here."

My Hazrat Maulana Okarvi Saahib would shower such kindness while he was alive in this world, I do not have the words to describe it. Al Hamdu Lil Laah from everything he taught me I received bounties and benefits and have succeeded at every stage.

4.) Hazrat Maulana Okarvi Saahib once had a program in Thatta (Sindh) and I had the opportunity to accompany him. He spoke openly of the wrongful beliefs of the Shiites sect according to Qur'aan and Sunnah.



closed until morning and never has it been opened before morning."

Kaukab Saahib said, "He is my *peer* (spiritual master), how can he disappoint me?" The South African visitors were sad that they came so late and could not pay their respects. Kaukab Saahib said to the guests, "It is our mistake that we were delayed, you can present your salutation and pray from here [outside]." During this time a *majzoob* (a person drawn towards Allaah with divine mediation) sitting inside by the shrine called loudly one of the khaadim and said, "Khawaaajah Saahib says to open the doors for the Maulana." Therefore, the khaadim opened all the locks and said that this was the first time in his life that the sacred shrine has been opened immediately after closing at night. Thanks to Almighty Allaah, the spiritual powers and blessings of my Hazrat Qiblah Okarvi Saahib carries on to his successor. The mission of my Hazrat Maulana Okarvi Saahib continues in the same way by Brother Kaukab Saahib.

Many years have passed yet he is remembered and praised everywhere. I miss my Hazrat Qiblah Okarvi Saahib a great deal. To this day I still wonder why he left us so soon.....

**Haaji Muhammad Haneef Naqshbandi**

Karachi, 1994

### GOOD NEWS

Some members of the Maulana Okarvi Academy have launched the blog:

[www.Okarvi.com](http://www.Okarvi.com)

[www.allamahkaukabnooraniokarvi.com](http://www.allamahkaukabnooraniokarvi.com)

Also launched fan pages on Facebook:

[www.facebook.com/Hazrat.Maulana.Muhammad.Shafee.Okarvi](http://www.facebook.com/Hazrat.Maulana.Muhammad.Shafee.Okarvi)

[www.facebook.com/Allamah.Kaukab.Noorani.Okarvi.FanPage](http://www.facebook.com/Allamah.Kaukab.Noorani.Okarvi.FanPage)

[www.facebook.com/Masjid.Gulzar.e.Habeeb](http://www.facebook.com/Masjid.Gulzar.e.Habeeb)

Three years ago, Saiyyid Munawwar Ali Shah Bukhari started the following website for audio and video lectures of the true Sunni scholars:

[www.sunnispeeches.com](http://www.sunnispeeches.com)

[www.okarvispeeches.com](http://www.okarvispeeches.com)

### علاج بالغذا

آج سے پچاس سال قبل رانندھیر (بھارت) کے ایک حکیم صاحب نے کہی تھی  
جو شاعر بھی تھے۔

وہاں تک کام چلتا ہو غذا سے  
اگر خوں کم بنے ، بلغم زیادہ  
چکر کے بل پہ ہے انسان جیتا  
چکر میں ہو اگر گرمی کا احساس  
اگر ہوتی ہے معدہ میں گرانی  
تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے  
جو دکھتا ہو گلا نزلے کے مارے  
اگر ہو درد سے دانتوں کے بے کل  
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس  
شفا چاہیے اگر کھانسی سے جلدی  
اگر کانوں میں کچھ تکلیف ہووے  
اگر آنکھوں میں پڑ جاتے ہوں جالے  
تپ و ق سے اگر چاہیے رہائی  
دمہ میں یہ غذا بے شک ہے اچھی  
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی  
جو بد ہضمی میں تو چاہیے آفاقہ

وہاں تک چاہیے بچنا دوا سے  
تو کھا گاجر ، پُنے ، شلغم زیادہ  
اگر ضعف چکر ہے کھا پیتا  
مرہ آمہ کھا یا انناس  
تو پی لے سوف یا اورک کا پانی  
تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے  
تو کر نمکین پانی کے غرارے  
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل  
تو مصری کی ذلی مٹان کی چوس  
تو پی لے دودھ میں تھوڑی سی ہلدی  
تو سرسوں کا تیل پھارے سے نچوڑے  
تو دکھنی مرچ گھی کے ساتھ کھالے  
بدل پانی کے گٹا چوس بھائی  
کھٹائی چھوڑ کھا دریا کی مچھی  
تو استعمال کر انڈے کی زردی  
تو دو اک وقت کا کر لے تو فاقہ



## ہم خرمادہم ثواب

مجدد و مسلک اہل سنت، محسن ملک و ملت، عاشق رسول (ﷺ)، محبوب صحابہ و آل بتول، محبوب اولیاء، خطیب اعظم پاکستان حضرت الحاج علامہ قبلہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی قدس سرہ الباری ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصوصی اجازت سے یہ اعلان فرمایا تھا کہ جس شخص کو کوئی حاجت ہو تو وہ دو رکعت نفل (نماز حاجت) پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ 313 (تین سو تیرہ) اصحاب بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے طفیل میری جائز حاجت پوری فرمادے تو میں 313 روپے اصحاب بدر کی طرف سے جامع مسجد گل زار حبیب (ﷺ) گلستان اوکاڑوی (سابق سو لجر بازار) کراچی کی تعمیر میں دوں گا۔ ان شاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔

الحمد للہ! حضرت خطیب اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی اس بشارت سے اب تک ہزاروں افراد فیض یاب ہو چکے ہیں، لوگوں کا جائز کام ہو جاتا ہے اور مسجد بھی تعمیری مراحل طے کر رہی ہے اور صدقہ جاریہ کا ثواب بھی بجمہ تعالیٰ ملتا ہے۔ حضرت مولانا اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس زندہ کرامت سے آپ بھی اپنی مشکل دور کر سکتے ہیں۔ مسجد گل زار حبیب (ﷺ) کراچی شہر کی قدیم اور بڑی مساجد میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی تعمیر میں تعاون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

## گل زار حبیب ٹرسٹ

ڈولی کھانا، گلستان اوکاڑوی (سو لجر بازار) کراچی

فون نمبر: 3225 6532 (021)

## اطلاع

ملک بھر سے جو لوگ جامع مسجد گل زار حبیب، جامعہ اسلامیہ گل زار حبیب اور مزار شریف مولانا اوکاڑوی کی تعمیر و ترقی کے لئے عطیات بھیجتا چائیں، ان کے لئے ”آن لائن بینکنگ“ کی وجہ سے یہ سہولت ہو گئی ہے کہ وہ اپنے ہی علاقے میں موجود یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کی برانچ ہی میں ہمارا اکاؤنٹ نمبر اور برانچ کوڈ نمبر درج کر کے رقم جمع کروا سکتے ہیں، اس طرح انہیں مئی آرڈر یا بینک ڈرافٹ بنوانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ان احباب سے گزارش ہے کہ جب کبھی عطیات جمع کروائیں ہمیں بینک ڈیپازٹ سلیپ کی فوٹو اسٹیٹ کا پی ضرور بھجوادیں تاکہ حساب میں دشواری نہ ہو۔

### 1- جامع مسجد گل زار حبیب

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-2024-7  
برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

### 2- جامعہ اسلامیہ گل زار حبیب

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-2619-5  
برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

### 3- مزار شریف مولانا اوکاڑوی

اکاؤنٹ نمبر : A/c # 010-1344-9  
برانچ کوڈ نمبر : (UBL) 0699

(یہ تینوں اکاؤنٹ یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ، کراچی کی کیانی شہید روڈ برانچ میں ہیں۔)

## گل زار حبیب ٹرسٹ

ڈولی کھانا، گلستان اوکاڑوی (سو لجر بازار) کراچی

فون: 3225 6532 (021)



## Appeal

In 1973, Khateeb-e-A'zam Pakistan, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi (*Allaah have mercy on him*) Established the Gulzar-e-Habib Trust and stated the construction of Jaame Masjid Gulzar-e-Habib Gulistan-e-Okarvi (Soldier (Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam) in Doli-Khaata Bazaar) Karachi, Pakistan on land dedicated for this purpose since 1903.

In 1980, under the management Gulzar-e-Habib (*Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*) Trust, Jaami'ah Islaamiyah Gulzar-e-Habib (*Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*) was established.

Al hamdu Lil laah according to the plan the construction work is still in progress. For the completion of these holy institutes (Masjid and Madrassah), please help yourself and also your associates for assistance (friends and family). May Allaah Ta' aalaa give you abundance blessings.

The holy shrine of Khateeb-e-A'zam, Hazrat Maulana Muhammad Shafee Okarvi (*Allaah have mercy on him*) is also being constructed within the boundaries of the Masjid Gulzar-e-Habib (*Sallal Laahu 'Alaiehi Wa Sallam*).

### Gulzar-e-Habib Trust

Gulistan-e-Okarvi, (Soldier Bazaar), Karachi, Tel # 3225 6532

### Acc # Jaame Masjid Gulzar-e-Habib

010-2024-7, Branch Code # 0699

United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

### Acc # Jaami'ah Islaamiyah Gulzar-e-Habib

010-2619-5, Branch code # 0699

United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

### Acc # Mazaar Shareef Maulana Okarvi

010-1344-9, Branch code # 0699

United Bank Limited (Kayani Shaheed Road Branch) Karachi

## خوش خبری

مولانا اوکاڑویؒ (العالمی) نے مجدد مسلک اہل سنت، خطیب اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی، تبحر، عشق رسول (ﷺ) اور محققانہ بصیرت کی آئینہ دار تقاریر کو محفوظ کرنے اور پھیلانے کے لئے ایک شعبہ قائم کیا ہوا ہے، اب تک تقریباً پانچ سو اہم موضوعات پر متعدد تقاریر محفوظ کر لی گئی ہیں۔ ارادہ ہے کہ ان سب تقاریر کو کتابوں میں محفوظ کیا جائے (ان شاء اللہ تعالیٰ)

آپ ان تقاریر کی سماعت سے اندازہ کر سکیں گے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے آج بھی یہ تقریریں بیش بہا سرمایہ ہیں۔

علاوہ ازیں دس موضوعات پر ڈیڑھ کیشیں بھی دست یاب ہیں۔ تقاریر کی یہ کیشیں خود بھی حاصل کیجئے اور اپنے احباب کو بھی پیش کیجئے، بلاشبہ یہ گراں قدر تحفہ ہیں۔

مولانا اوکاڑویؒ (العالمی) (ریکارڈنگ و پبلشنگ ڈورن)

53-بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی۔ فون: 3452 1323

## اپیل

۱۹۷۳ء میں مجدد مسلک اہل سنت، خطیب اعظم پاکستان، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ڈولی کھاتا، گلستان اوکاڑوی (سولہ بازار) کراچی میں 1900ء سے مسجد کے لئے وقف قطعہ اراضی پر گل زار حبیب (ﷺ) ٹرسٹ قائم کر کے جامع مسجد گل زار حبیب (ﷺ) کی از سر نو تعمیر کا آغاز کیا تھا۔ ۱۹۸۰ء میں گل زار حبیب (ﷺ) ٹرسٹ ہی کے تحت جامعہ اسلامیہ گل زار حبیب (ﷺ) کا آغاز ہوا۔

بجہم تعالیٰ مجوزہ نقشے کے مطابق تعمیری کام مسلسل جاری ہے۔ ان اداروں کی تکمیل کے لئے آپ خود تعاون فرمائیں اور اپنے حلقہ اثر میں احباب کو ترغیب دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مسجد گل زار حبیب (ﷺ) ہی کے احاطے میں حضرت خطیب اعظم کا مزار مبارک بھی تعمیر ہو رہا ہے۔

## گل زار حبیب (ﷺ) ٹرسٹ

گلستان اوکاڑوی (سولہ بازار) کراچی۔ فون: 3225 6532 (021)

(اکاؤنٹ نمبر جامع مسجد گل زار حبیب 010-2024-7)

(جامعہ اسلامیہ گل زار حبیب 010-2619-5) یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ، کیانی شہید روڈ براچ کراچی





## ACCOMPLISH DESIRE WITH REWARD

Mujad-did-e-Maslak-e-Ahle Sunnat 'Aashiq-e Rasool, Khateeb-e A'zam Pakistan Hazrat Allaamah Maulana Muhammad Shafie Okarvi (*Rahmatul-Laahi 'Alaieh*) had announced with special permission that,

"if a person has any true need then he should read two rak'aat namaaz Nafil and pray to Allaah Ta'aalaa that by the mean of the 313 *As-haab-e-Badr* (*Radiyal-Laahu 'Anhum ajma'een*) fullfil my true need. If my desire is achieved then from the *As-haab-e-Badr* I will give 313 rupees for the construction of Jaame Masjid Gulzar-e-Habeeb, Gulistan-e-Okarvi (Soldier Bazaar) Karachi. In shaa Allaah his desire will be fulfilled."

Al Hamdu Lil Laah ! By the revelation of Hazrat Khateeb - e - A'zam (*Rahmatul-Laahi 'Alaieh*) till now millions of people has been gratified and graced.

Peoples true need is fulfilled, Masjid is also being gradually built. And they rewards of *Sadaqah-e-Jaariyah* with the grace of Allaah Ta'aalaa is been recieved. Masjid Gulzar-e-Habeeb as a big moques of Karachi, it is one of its own kind.

Try to co-operate in its building. May Allaah Ta'aalaa give you excellent rewards.

### **Jaame Masjid Gulzar-e-Habib**

(Gulzar-e-Habib Trust)

Doli Khaata, Gulistaan-e-okarvi

(Soldier Bazaar), Karachi

Account # 010-2024 -7 , Branch code # 0699

United Bank Limited

Kayani Shaheed Road Branch, Karachi.



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# عرس مبارک

وہ زندگی بھر چراغ روشن کرتے رہے۔

عشق رسول ﷺ ان کا شیوہ اور ذکر رسول ﷺ ان کا وظیفہ رہا۔

سنتوں میں ان کی صدائے حق کی گونج تھی۔ ملک ملک، قریہ قریہ، گل گل، دین بین کا پرچم اٹھائے ساری زندگی وہ اندھیرے دور کرتے رہے، روشنی پھیلاتے رہے۔

وہ سچائیس تھے، مجربیان، جمال بیکر، کمال مظہر.....

انہیں مسلک اہل سنت کے مجدد کا رتبہ ملا اور وہ خطیب اعظم پاکستان کہلائے۔

وہ اعلیٰ کلمہ حق کا مبارک فریضہ انجام دیتے رہے، وہ زندگی بھر چراغ جلاتے رہے۔

مہر شریعت، بدر طریقت، محسن اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ رحمۃ الباری و نور اللہ مرقدہ

۲۱ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۴/۱۱/۱۹۸۴ء کو عازم عالم بٹاہوئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ)

ان کے نیازمند، منتظمین مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)، اراکان گل زار حبیب (عقلمند) ٹرسٹ اور صاحب زادگان

حسب روایت ماور جب کی تیسری جہرات اور جمعہ کے شب و روز اپنے مربی و مرشد کے لئے وقف کر رہے ہیں۔

29 ویں سالانہ جشن عرس سراپا قدس کی روح پرور تقریبات میں آپ کی شرکت حضرت مولانا قبلہ علیہ الرحمہ

سے اظہار محبت و عقیدت کے علاوہ تجدید عشق رسول بھی ہے اور تائید مسلک اہل سنت بھی۔

عرض گزار: کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

(چیرمین) مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی)، گل زار حبیب ٹرسٹ

ترتیب:

جہرات: 7 جون 2012ء (جامع مسجد گل زار حبیب، گلستان اوکاڑوی (سولہ بازار) کراچی)

عشا کی نماز کے بعد چادر پوشی گل پاشی اور اعلیٰ کرام کے خطابات

جمعہ: 8 جون 2012ء نماز جمعہ سے پہلے درو کلام ربانی، نماز جمعہ کے بعد ختم شریف، دعا اور ہدیہ درود و سلام

رابطہ: 53۔ بی، سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی 74400

فون: 3452 5343, 3452 1323, 3452 5343 مسجد گل زار حبیب (009221) 3225 6532

